قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۱۲۶ | مورخہ ۲؍مئی ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۳؍ذوالحجہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

۲۹۔مارچ ۔ساڑھے آٹھ بجے عید الاضحےٰ کی نماز باغ میں ادا کی گئی۔ مردوں ۔عورتوں اور بچوں کا بہت بڑا مجمع تھا ۔مستورات کے لئے پردے کا علیحدہ انتظام تھا ۔حضرت مولانا شیر علی صاحب نے نماز پڑھائی ۔ اور نماز کے بعد خطبہ بیان فرمایا جس میں عید کی حقیقت اور قربانیوں کی ضرورت اور اہمیت ذہن نشین کی ۔قرب وجوار کے دیہات کے احمدی احباب بھی عید کے لئے آئے ہوئے تھے ۔خدا کے فضل سے عید قربان قادیان میں خاص شان سے ادا ہوئی ۔اگرچہ ہم اُس لطف سے محروم ہے ۔جو حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں حاصل ہو سکتا تھا ۔

صاحبزادہ اظہر احمد اب رو بصحت ہے ۔ احباب کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں ۔

جناب مفتی صاحب اپنی طرف سے نیز اپنی اہلیہ ہدایت بیگم صاحبہ کی طرف سے ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے بچہ کی ولادت پر انہیں مبارکباد کے تار اور خطوط بھیجے ۔بچہ کی ولادت ۲۳۔اپریل بروز جمعرات ہوئی تھی ۔

ہندو مسلم اتحاد

پر

حضرت امام جماعت احمدیہ کا لیکچر منصوری میں

۲۶۔اپریل رات کے ۹۔بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک پبلک لیکچر ٹاؤن ہال میں ہوا ۔جس کے متعلق بہت سے مسلم اور غیر مسلم معززین کی طرف سے اُردو ۔انگریزی اور ہندی میں اشتہار شائع ہوا تھا ۔جس میں لکھا تھا ۔ ”حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ قادیان جو ہماری خوش قسمتی سے ان دنوں منصوری تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ہندوستان کی ترقی اور ترقی کے ضروری اسباب یعنی ہندو مسلم اتحاد پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائیں گے ۔تمام خیر خواہانِ ملک وقوم سے بلا تفریق مذہب و ملت التماس ہے ۔کہ ۲۶؍اپریل ۱۹۳۱ء کو ٹاؤن ہال میں تشریف لاکر مرزا صاحب موصوف کے لیکچر سے مستفیض ہوں “۔

وقت مقررہ پر ٹاؤن ہال بھر گیا ۔ کنور حاجی اسمٰعیل علی خان صاحب ایم ۔ایل ۔اے کی صدارت میں لیکچر ہوا ۔جو پونے گیارہ بجے تک جاری رہا ۔حضور نے ہندو مسلم اتحاد پر اظہارِ خیالات کرتے ہوئے فرمایا ۔ قابلِ غور تین وجوہات ہیں ۔جن کی وجہ سے ہندو مسلم فسادات ہوتے ۔اور صلح نہیں ہو سکتی (۱) اختلافاتِ مذہبی ۔ (۲) مختلف اقوام میں تمدنی اختلافات (۳) سیاسی اختلافات

اختلافات مذہبی کے متعلق حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا :۔

رواداری کا غلط مفہوم

رواداری کے مفہوم کو بالکل غلط سمجھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں بہت سے جھگڑے مذہبی رسوم پر پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً عید۔ دسہرہ اور محرم کے مواقع پر جھگڑے ہو جاتے ہیں۔ باجہ بجانا اور گائے کی قربانی کرنا فساد کی بنیاد بن جاتی ہے لیکن میں بغیر کسی رو۔ رعایت کے کہتا ہوں۔ کہ باجہ مسلمانوں کی عبادت میں خلل انداز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح گائے کی قربانی مسلمان کے اپنے گھر میں اس کے مذہبی احکامات کی بناء پر ہندوؤں کو کوئی تکلیف نہیں پہونچا سکتی۔ اس سلسلہ میں یہ اصل قابلِ غور ہے کہ کیا کسی قوم کو یہ حق ہے۔ کہ جو باتیں وہ اپنے مذہب کی رُو سے ناپسند کرتی ہو۔ ان سے دُوسرے مذاہب والوں کو جبراً روکے۔ خواہ اس کا مذہب ان کے کرنے کی تعلیم دیتا ہو۔ یہ طریق اختیار کرنے سے فساد کے موجبات بڑھتے ہیں۔ اور سینکڑوں مثالیں ایسی مل جاتی ہیں۔ جن میں فساد بڑھتا ہے۔ کم نہیں ہوتا۔ مثلاً مسلمان سُود منع سمجھتے ہیں۔ اب وہ اگر ہندوؤں سے کہیں۔ کہ تم سُود لینا بند کر دو۔ کیونکہ اس سے ہماری دل آزاری ہوتی ہے۔ اور ہمارا مذہب اس سے منع کرتا ہے۔ تو اس کا نتیجہ یقیناً فساد ہوگا۔ اسی طرح کئی مثالیں ہندو صاحبان پیدا کر سکتے ہیں اور اس طرح جھگڑے اور فساد کی کئی راہیں پیدا ہو سکتی ہیں تعجب کی بات ہے۔ کہ جب ہندو اور مسلمان اپنے مذہب کے اصول خود توڑتے ہیں۔ تو انہیں کچھ نہیں کہا جاتا۔ لیکن جب کوئی دُوسرے مذہب کا شخص کسی اصل کی پابندی اس وجہ سے نہیں کرتا۔ کہ اس کے مذہب کی یہ تعلیم نہیں۔ تو پھر اس وجہ سے ایک دوسرے کے گلے کاٹے جاتے ہیں۔

اخلاقی فرض کی فراموشی

مذہبی جھگڑوں میں ہم اخلاقی فرض کو جو فطرتی طور پر سب پر وارد ہوتا ہے۔ بھول جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں اور قومی ہیروؤں کی عزت نہیں کرتے۔ بلکہ ہتک کرتے ہیں۔ اس طرح سے ایک قوم کی ماضی کو تاریک ثابت کر کے اس کے مستقبل کو خراب کرتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کو اپنی قومی عمارت کے لئے بنیادوں کی جگہ دینی چاہیئے۔ تاکہ اُن بنیادوں پر ہر ایک قوم اپنی قومی عمارت بنا سکے۔ اور وہ بنیاد کسی قوم کے لئے اس کی ماضی ہوتی ہے۔ ہندو اورنگ زیب کو اور مسلمان ہندوؤں کے قومی مشہور لوگوں کو بُرا کہتے ہیں جس سے منافرت بڑھتی ہے۔ کسی قوم کی ماضی کو تاریک ثابت کرنے سے اس کا مستقبل بھی تاریک ہو جاتا ہے۔ اور وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی

مذہبی تبلیغ میں بے جا رکاوٹ

تیسرا امر اس سلسلہ میں یہ ہے۔ کہ ہم ایک دُوسرے کی تبلیغ کو سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ یہ ایک بہت بڑا حملہ ہے۔ حالانکہ ہمارا رویہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ایک دوسرے کے خیالات سنیں۔ اور ایک قوم دوسری قوم کو بلا کر اس کے مذہبی خیالات سے آگاہی حاصل کرے۔ لیکن ضروری ہو۔ کہ وہ قوم اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ نہ کہ دوسرے مذاہب کے نقائص کیونکہ کسی قوم کے نقائص بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور اس سے اس کا مذہب کامل ثابت نہیں ہو سکتا۔ غرضیکہ یہ باہمی سمجھوتہ ہو جانا چاہیئے۔ کہ ایک دوسرے کی باتیں سُنی جائیں اس سے امن کے قیام میں مدد ملے گی۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہُوئے میں۔ All prophets day کی تحریک پہلے سے سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کی شکل میں کر چکا ہوں۔ اس سے تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ اقوام میں محبت پیدا کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کے بزرگوں کی عزت کریں۔

چھوت چھات کے نقصانات

تمدنی بواعث میں سے جن کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں لڑائی ہوتی ہے۔ ایک بڑا باعث چھوت چھات ہے سکھ مذہباً چھوت چھات کے قائل نہیں۔ ہندوؤں میں تعلیم یافتہ لوگ اس کے قائل نہیں۔ البتہ عام طبقہ ہندوؤں کا اپنے مذہب کی تعلیم پر اس کی بنیاد قرار دیتا ہے لیکن اگر مذہبی تعلیم کی بنا پر چھوت چھات جاری رہے گی تو مسلمان اگر اپنی اقتصادی نازک حالت کو مدنظر رکھتے ہُوئے کھانے پینے کی اشیاء ہندو صاحبان سے اسی طرح نہ لیں۔ جس طرح وہ مسلمانوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ تو ہندو صاحبان کو بُرا نہ منانا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ مسئلہ صرف تمدنی اور حفظانِ صحت کے اصول کو مدنظر رکھتے ہُوئے اختیار کیا گیا ہے۔ تو پھر ہندو صاحبان ملک کے امن کی غرض سے اسے چھوڑ دیں۔ مسلمان اقتصادی طور پر بہت گرے ہُوئے ہیں۔ ۹۹ فیصدی مسلمان پنجاب میں مقروض ہیں۔ اور ہندوؤں کی چھوت چھات کی وجہ سے ان کی فلاکت روز بروز بڑھ رہی ہے۔

ہندو مسلمانوں سے ایک ایک بات

سیاسی اختلافات کے سلسلہ میں ایک بات میں اپنے مسلمان بھائیوں سے اور ایک بات اپنے ہندو بھائیوں سے کہونگا۔ ہندو صاحبان سے یہ کہ آپ لوگ اس ملک میں اکثریت ہیں۔ اور اگر آپ کچھ رعایت مسلمانوں کو دے دیں گے۔ تو اس سے آپ کی اکثریت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اور مسلمان صاحبان سے یہ کہونگا۔ کہ آپ لوگ یہ امر ثابت کر دیں اور اس بارے میں ہندو صاحبان کے شکوک دُور کر دیں۔ کہ باہر سے حملہ کی صورت میں خواہ وہ مسلمان بھائیوں کی طرف سے ہی ہو۔ آپ لوگ ہندوؤں کے دوش بدوش اپنے ملک کی آزادی کی خاطر لڑیں گے۔

آخر میں حضورؔ نے فرمایا۔ میں تفصیلی طور پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ ہندو مسلمانوں کی صلح ہو سکتی ہے لیکن اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ صلح نہیں ہو سکتی۔ اور ہمیں اگر آپس میں لڑنا ہی پڑے۔ تو بھی انسانیت کو بالائے طاق نہیں رکھنا چاہیئے۔ لڑائی کے وقت اس قسم کے واقعات نہیں ہونے چاہئیں کہ ہم انسانیت کو ہی بھول جائیں۔ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو ہلاک کریں۔ چھوٹے بچوں پر تو جنگلی جانور بھی رحم کھاتے ہیں۔ بہادری سے لڑیں۔ اس سے صلح ہو جانے کی امید قائم رہتی ہے۔ نہ کہ بزدلی سے کام لیں۔ کہ یہ انسانیت کے خلاف ہے۔

خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری

مسجد احمدیہ لنڈن میں جلسہ

کئی ایک معززین کی شمولیت

لنڈن ۲۹۔اپریل۔ کل ایک جلسہ جس میں حاضرین کی تعداد نہایت کافی تھی۔ زیر صدارت لارڈ میسٹن احمدیہ مسجد لنڈن میں منعقد ہُوا جس میں پروفیسر گِب نے جو اورنٹیل سکول آف سٹڈیز سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلام اور ترقی کے متعلق تقریر کی۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ علم اور سائنس کی موجودہ ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے۔ کہ اسلام کو موجودہ حالات کے مطابق بدل دیا جائے۔ نیز بیان کیا۔ یہ عام شکایت ہے۔ کہ اسلام کے بعض احکام ایسے ہیں جن میں تبدیلی کی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ اور اس کی تعلیم زمانۂ حال کے مطابق نہیں۔ نیز اسلامی ممالک میں بعض خیالات غیر متبدل طور پر راسخ ہو چکے ہیں۔ جو بالکل غیر مناسب ہیں۔

صوفی عبدالقدیر صاحب بی۔ اے نے اس کے جواب میں ایک پُرزور تقریر کی جس میں ثابت کیا۔ کہ اسلامی احکام میں ترمیم و تنسیخ کی قطعاً حاجت نہیں۔ کیونکہ اس کا ہر حکم فطرت کے عین مطابق ہے۔ اور نہ ہی مسلمانوں کی ملّی غیرت یہ برداشت کر سکتی ہے کہ احکام اسلامی کو بدل دیا جائے۔

حاضرین جلسہ میں سے قابلِ ذکر اصحاب یہ ہیں:۔ لارڈ ٹینسل لے۔ مہاراجہ بردوان۔ میجر سلامت اللہ۔ ڈاکٹر ویسٹن۔ کرنل پیٹرسن۔ شیخ حافظ وہبہ۔ عبداللہ یوسف علی۔ مسٹر الیگزنڈر سٹوو۔ ہنستا ملک ہنری شرف۔ جونز واکر۔ جان ملر۔ ولیم تمیمن۔ جان کننگ۔

مندرجہ ذیل اصحاب نے جلسہ میں شامل نہ ہو سکنے کے متعلق معذرت نامے بھیجے۔ لارڈ ونیٹرٹن۔ لیمنگٹن اسحاق فٹ۔ سر ہابرٹ ہملٹن۔

انتظام نہایت معقول تھا۔ اور جلسہ خیر و خوبی سے سر انجام پایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۳ قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء جلد ۱۸

نہایت نازک حالات میں مسلمانوں کو دعوت اتحاد

مسلمان متحد ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں

یوں تو ہر قوم کے لئے ہر حالت میں ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے اور اپنے مخالفین کی دست برد سے محفوظ رہنے کے لئے متحد اور متفق ہو لیکن بعض اوقات ایسے بھی آتے ہیں۔ جب قومی اتحاد اور اتفاق بعید ضروری ہو جاتا اور قوم کی زندگی کے لئے بمنزلہ روح سمجھا جاتا ہے اس وقت اگر قوم اپنے اندرونی اختلافات کو چھوڑ کر ایک [illegible] مرکز پر جمع ہو جائے۔ اگر [illegible] ایک سلک میں منسلک ہو جائے۔ اگر مختلف جہات سے اپنا رخ موڑ کر ایک طرف منہ کر لے اور اپنی حفاظت اور استحکام کے لئے بنیان مرصوص بن جائے۔ تو خواہ وہ کتنی ہی قلیل، کتنی ہی کمزور اور کتنی ہی بے سر و سامان کیوں نہ ہو دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔ لیکن اگر ایسے اوقات میں اس میں یک جہتی اور اتحاد نہ پیدا ہو۔ وہ اپنے قدم ایک متحدہ محاذ پر قائم نہ کر سکے اور آپس میں ہی دست و گریباں ہوتی رہے۔ تو پھر اسے مٹانے کے لئے کسی اور کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ خود ہی اپنی ہلاکت کا گڑھا کھودتی اور خود ہی اس میں گر پڑتی ہے۔ اور اس طرح گرتی ہے کہ پھر کبھی ابھر نہیں سکتی۔

مسلمانانِ ہند کے لئے نازک گھڑی

ہمارے نزدیک مسلمانانِ ہند پر ایسی ہی نازک گھڑی آئی ہوئی ہے۔ اس وقت اہل ہند کی سیاسی قسمت کا فیصلہ درپیش ہے اور یہ طے ہونیوالا ہے۔ کہ کسے زندہ رہنا چاہیئے۔ اور کسے ذلت اور ادبار میں گر جانا چاہیئے کون عظمت اور اقتدار حاصل کرے اور کسے غلامی کی زندگی میں دھکیل دیا جائے۔ بظاہر حالات مسلمانوں کے سخت خلاف ہیں۔ ایک طرف موجودہ حکومت ہے۔ جو قدرتی طور پر طاقتور اور کثیر التعداد طبقہ کے آگے جھکنے پر مجبور ہو رہی ہے۔ دوسری طرف برادران وطن ہیں۔ جو اپنی طاقت اور رسوخ۔ اپنی کثرت اور سرمایہ کی بناء پر مسلمانوں کا کوئی معقول سے معقول مطالبہ ماننا تو الگ رہا سننے کے لئے بھی تیار نہیں۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کا اختلاف اور انشقاق انہیں ٹھکرا دینے اور انہیں نفرت تک نظر کر دینے کے لئے کافی ہے۔

گاندھی جی کا حربہ مسلمانوں کے خلاف

چنانچہ ہندوؤں کے واحد نمائندے اور عدل و انصاف کے بلند بانگ دعوے کرنے والے گاندھی جی نے یہی حربہ ان کے خلاف [illegible] اختیار کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بالکل غیر مبہم اور صاف الفاظ میں کہدیا ہے۔ کہ مسلمان جبتک کوئی متحدہ مطالبہ ان کے سامنے پیش نہ کریں۔ وہ اس پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں۔ گو گاندھی جی نے یہ جواب ان مسلمانوں کو دیا ہے۔ جنہیں وہ اپنے سیاسی مسلک کے مخالف اور اپنی سیاسی سرگرمیوں سے علیحدہ سمجھتے ہیں لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ جن مسلمانوں کو وہ اپنے مخلص رفقائے کار قرار دیتے ہیں اور جن کی عام مسلمانوں کے مقابلہ میں تعریف و توصیف کر رہے ہیں۔ ان کے لئے بھی ان کا یہی جواب ہے کیونکہ ہو نہیں سکتا۔ کہ اگر وہ کثیر التعداد مسلمانوں کے نمائندوں کے مطالبات یہ کہہ کر مسترد کر دیں۔ کہ وہ تمام مسلمانوں کے متحدہ مطالبات نہیں۔ تو قلیل التعداد مسلمانوں کے نمائندوں کے ایسے مطالبات پورے کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ جو ان کی منشاء کے خلاف ہوں۔ وہ ان کا ہر ایسا مطالبہ اسی اصل کے ماتحت رد کر دیں گے۔ کہ یہ مسلمانوں کا متحدہ مطالبہ نہیں۔ ایسی صورت میں سوائے اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان کے اپنے اختلاف کے مذبح پر قربان کر دیا جائے گا۔ انہیں آپس میں لڑنے اور مرنے کے لئے چھوڑ دیا جائیگا۔ اور ان کے بنائے ہوئے کھنڈرات پر اپنا قصر حکومت تعمیر کر لیا جائیگا۔

مسلمانوں سے متحد ہونیکی گزارش

اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے اور اس بربادی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم نے اسی وقت ایک بار پھر مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی طرف توجہ دلائی تھی۔ جب گاندھی جی نے ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ مفاہمت کرنے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ چنانچہ ہم نے لکھا تھا:۔

”قبل اس کے کہ مسلمان ہندو مسلم سمجھوتہ کے لئے کوئی قدم اٹھائیں یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ وہ آپس میں تصفیہ کر کے ایک نقطہ پر آجائیں تاکہ مفاہمت کے لئے مسلمانوں کی طرف سے جو کچھ پیش کیا جائے۔ وہ متحدہ اور متفقہ ہو۔ اور کسی مسلمان کو خواہ وہ کانگریسی ہو یا غیر کانگریسی۔ اس میں اختلاف نہ ہو۔ یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اگر اہل ہند کی سیاسی حقوق حاصل کرنے میں کامیابی کا دارومدار ہندو مسلم اتحاد پر ہے۔ تو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا انحصار خود مسلمانوں کے آپس کے اتحاد پر ہے۔ اگر مسلمان اسی طرح متفرق رہے۔ جس طرح کہ ابتک ہیں۔ اور انہوں نے متحد ہو کر اپنے مطالبات پیش نہ کئے۔ تو پھر ہندوؤں کو انصاف کے لئے آمادہ کرنا قطعاً ناممکن ہو گا۔ پس ضرورت ہے۔ کہ جلد سے جلد ہر ایک صوبہ کے ہر خیال کے مسلمانوں کے نمائندے ایک جگہ جمع ہوں۔ اور ضروری امور کا متفقہ فیصلہ کر لیں۔“

یہ نہایت اہم مشورہ اس وقت دیا گیا تھا۔ جبکہ ابھی گاندھی جی نے وہ حربہ استعمال نہ کیا تھا۔ جو انہوں نے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے نمائندوں کے سامنے پیش کیا۔ اور اگر مسلمان ان سے گفتگو کرنے سے قبل آپس میں کوئی متحدہ فیصلہ کر لیتے۔ تو پھر قطعاً گاندھی جی کے لئے یہ کہنے کی گنجائش نہ رہتی۔ کہ مسلمان جبتک متحدہ مطالبات پیش نہ کریں۔ وہ انہیں تو خود ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور نہ اپنی قوم سے منوا سکتے ہیں لیکن افسوس مسلمانوں نے اتحاد اور اتفاق کی برکت حاصل کرنے کی کوشش نہ کی اور اس سے محروم رہنے کی وجہ سے ان سے وہی سلوک کیا گیا۔ جس کے وہ مستحق تھے۔

مسلمانوں کی کامیابی اتحاد پر منحصر ہے

اب جبکہ وہ دیکھ چکے ہیں۔ کہ آپس میں اتحاد نہ کرنے کے باعث ان سے کیسا شرمناک اور غیر منصفانہ سلوک کیا گیا ہے۔ ان کے تمام مطالبات کو کس بیدردی سے کھٹائی میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور ان میں سے ہر فریق کو کس طرح ناقابل التفات سمجھ لیا گیا ہے۔ تو انہیں ہوش آجانی چاہیئے۔ اور سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ انکی کامیابی محض آپس کے اتحاد اور اتفاق پر منحصر ہے۔ اور اس کیلئے انہیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ کیا ممکن نہیں کہ وہ اپنی نیتوں کو صاف کر کے اور محض قوم کی بھلائی اور بہتری کو پیش نظر رکھ کر آپس میں سمجھوتہ کرنے کی کوشش کریں۔ اور پھر کامیاب نہ ہوں۔ بھائی بھائی کا آپس میں تصفیہ کر لینا بہ نسبت اس کے بہت آسان ہے کہ کسی غیر سے کوئی بات منوائی جائے۔ اگر مسلمانوں میں اتنی قابلیت اور اتنا سلیقہ نہیں کہ اپنے ایسے مطالبات کا جن پر انکی زندگی کا انحصار ہے۔ آپس میں تصفیہ کر سکیں۔ تو پھر انہیں سمجھ لینا چاہیئے کسی اور سے اپنے حقوق حاصل کرنا انکے لئے قطعاً ناممکن ہے۔ اور ان کی قسمت میں ذلت و رسوائی اور دوسروں کی غلامی لکھدی گئی ہے۔

جمہور مسلمانوں سے علیحدہ رہنے والے نیشنلسٹ

کیا وہ مسلمان جو کانگریس کو اپنا ملجا و ماویٰ قرار دیکر یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ کسی قسم کا سمجھوتہ کرنا ان کے لئے ناممکن ہے۔ اور وہ کانگریس کی خاطر اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگ و جدال کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کانگریس میں انہیں مستقل قدر و منزلت حاصل ہو جائیگی۔ اگر ان کے دل میں یہ خیال ہو تو جس قدر جلد ممکن ہو اسے خیرباد کہہ دینا چاہیئے۔ اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کرنے والا اس وقت

تک تو دوسروں میں قدر و وقعت کی نظر سے دیکھا جا سکتا ہے جبتک اس سے کام لینا ضروری ہوتا ہے لیکن جب مطلب حاصل ہو جائے ۔ تو پھر اس سے زیادہ ذلیل کسی کو نہیں سمجھا جاتا۔ جمہور مسلمانوں کو چھوڑ کر ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملانے والے مسلمانوں کو بھی ہندوؤں سے اس کے علاوہ کسی اور بات کی قطعاً توقع نہ رکھنی چاہیئے ۔ اور کم از کم ان لوگوں کی آواز کو ضرور گوش ہوش سے سننا چاہیئے ۔ جو اب بھی کانگریس سے اپنی وفاداری کا اعلان کر رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کا آپس میں متحد اور متفق ہونا ضروری سمجھتے ہیں

نیشنلسٹ مسلمانوں کا خطاب اپنی ساتھیوں سے

مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے کانگریسی ساتھیوں کے متعلق لکھتے ہیں :-

"ہمارے خیال میں جمہور مسلمانوں سے کانگریسی مسلمانوں کا علیحدہ ہو جانا امام مسلم برادر امام حسین کی لڑائی کی مثال ہے ۔ جس میں امام مسلم کے اتباع نے عین وقت پر علیحدگی کر لی تھی ۔ ہماری رائے میں ہندوستان کی مسلم تاریخ میں ان کانگریسی مسلمانوں کے اختلاف رائے کو پچھلی نسلیں قومی بیوفائی سے موسوم کرینگی ۔ اور کہینگی ؎

کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد (اہلحدیث ۱۷ اپریل ۱۹۳۱ء)

یہ ایک مذہبی شخص کی رائے ہے ۔ جو بقدر استطاعت آج تک ہر رنگ میں کانگریس کی حمایت کرتا رہا ۔ اور مسلمانوں کو کانگریس کے پیچھے چلنے کی دعوت دیتا رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی کانگریس کے بہت بڑے حامی اخبار زمیندار کی رائے بھی قابل توجہ ہے ۔ جو لکھتا ہے :-

اخبار "زمیندار" کا اعلان

"اسوقت نہائت ضروری ہے ۔ کہ مسلمان اپنے جائز اور ضروری مطالبات کے پیش کرنے میں نہائت بیباکی سے کام لے ۔ کیونکہ اس وقت سکوت نہائت مضر ثابت ہوگا ۔ اور جو کام آج معمولی احتجاج سے ہو سکتا ہے ۔ وہ شاید جدید دستور اساسی کے نفاذ کے بعد بہت سی مالی و جانی قربانیوں سے بھی نہ ہو سکے ۔ بعض غرض پرست حلقوں اور بعض حقیقت ناشناس طبقوں سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے کہ کسی قسم کے جداگانہ مطالبات پیش کرنا فرقہ پرستی میں داخل ہے ۔ ہم اس نظریہ کی صحت کے قائل نہیں ۔ اس لئے کہ ہر جماعت کی کچھ نہ کچھ روایات ہوتی ہیں ۔ ہر جماعت کے کچھ نہ کچھ خصائص مخصوصہ ہوتے ہیں ۔ ہر مذہب کے پیروؤں کا ایک خاص کلچر ہوتا ہے ۔ اور چونکہ مسلمان کے نزدیک زندگی سے مراد اپنی تہذیب ۔ اپنی روایات اور اپنے خصائص کا تحفظ ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان خواہ وہ وطن دوستی کے انتہائی معراج پر ہی پہنچا ہوا کیوں نہ ہو ۔ ان چیزوں کے تحفظ کے لئے اسوقت انتہائی جدوجہد سے کام لے ۔ کیونکہ ان کے متعلق تغافل روا رکھنا گویا اپنی انفرادی ہستی کو معرض خطر میں ڈالنا ہے ۔" (زمیندار ۱۶ اپریل)

یہ اس طبقہ کے ایک نمائندہ کی رائے ہے ۔ جسے گاندھی جی نے نیشنلسٹ مسلمان کا خطاب دیا ہے ۔ جس کی دیانت اور صداقت کا اعتراف کیا ہے ۔ اور جس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو اپنے مطالبات پیش کرنے کے لئے کہا ہے ۔

نیک فال

ہمارے نزدیک اس طبقہ کی طرف سے اس قسم کے خیالات کا اظہار مسلمانوں کے سمجھوتہ اور اتحاد کے لئے نیک فال ہے ۔ اور اپنے مطالبات کو متحدہ صورت میں پیش کرنے کے زیادہ امکانات پیدا کر رہا ہے ۔ اگر دوسرے نیشنلسٹ مسلمان بھی ہندوؤں کی اندھا دھند تقلید چھوڑ کر اپنی قوم کے مخصوص حالات اور ضروری تحفظات پر غور کریں ۔ تو کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ۔ کہ وہ بھی اتحاد کی ضرورت کے قائل نہ ہو جائیں ۔

جداگانہ حقوق طلب کرنیوالوں سے

جداگانہ حقوق کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں کی چونکہ بہت بڑی کثرت ہے ۔ اور ان کے مطالبات کی صداقت نیشنلسٹ مسلمانوں کے ایک گروہ کو بھی اپنا حامی بنانے میں ایک حد تک کامیاب ہو چکی ہے ۔ اس لئے انہیں چاہیئے کہ باقی ماندہ نیشنلسٹ مسلمانوں کو قائل کرنے کی بھی کوشش کریں ۔ اس کے لئے دلداری کے تمام وہ طریق اختیار کریں ۔ جو ایک بھائی کو اپنے دوسرے بھائی کے متعلق اختیار کرنے چاہئیں لیکن باوجود اس کے اگر وہ اتحاد [illegible] تو انکی مرضی ۔ جس قدر نیشنلسٹ مسلمان ساتھ دیں ۔ انہی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے ۔ اس کے بعد گاندھی جی سے یہ دریافت کرنے کا حق ہو جائیگا ۔ کہ اب تو آپ نیشنلسٹ مسلمانوں کے ساتھ مل کر مطالبات پیش کرنے کی شرط عائد کرتے ہیں ۔ اس صورت میں بھی اگر وہ منصفانہ مفاہمت کے لئے تیار نہ ہوئے ۔ اور صرف چند مسلمانوں کی آڑ لیکر انہوں نے پہلو تہی کی ۔ تو انکی رہی سہی وقعت بھی جاتی رہیگی ۔ اور وہ بالکل عریاں ہو جائیں گے ۔

مسلمانوں کو لڑانیکے لئے ہندوؤں کی شرارت

ہندوؤں نے یہ دیکھ کر کہ مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر ہندوؤں کے ساتھ متحد ہیں ۔ یہ کوشش شروع کر دی ہے ۔ کہ مسلمانوں کے اختلاف کو بڑھانے اور انہیں نقصان پہنچانے کے لئے اپنے ہم خیال مسلمانوں کو ہی آلہ کار بنائیں ۔ اور خود نہ صرف تماشہ دیکھیں بلکہ مسلمانوں کو کمزور کر کے اپنے قدم مضبوط کرتے جائیں ۔ اس غرض کے لئے ایک طرف تو انہوں نے نیشنلسٹ مسلمانوں کا لکھنؤ میں اجتماع کرایا ہے ۔ جس میں کئی ایک نیشنلسٹ مسلمانوں نے بھی اس لئے شریک ہونا مناسب نہیں سمجھا کہ یہ کانفرنس مسلمانوں میں مزید تفرقہ پیدا کرنے کے لئے منعقد کرائی جا رہی ہے ۔ اور دوسری طرف اس قسم کے مشورے دے رہے ہیں ۔ کہ :-

"ضروری ہے کہ مسلم نیشنلسٹ پارٹی ایک متحدہ اور طاقتور پارٹی ہو ۔ اس کی شاخیں ملک کے چاروں اطراف میں پھیل جائیں ۔ اور جب کبھی ٹوڈی مسلمان مسلم عوام کو غلط راہ پر ڈالنا چاہیں مسلم نیشنلسٹ پارٹی آواز اٹھائے ۔ اور انہیں راہ راست پر لائے ۔ ٹوڈی مسلمانوں کے پھیلائے ہوئے ہر ایک جھوٹ کی تردید کرے ۔ اور اپنا نقطۂ نگاہ مسلم پبلک کے سامنے زور سے رکھے ۔ اور اسے سمجھائے ۔ کہ اس کا بھلا کس میں ہے ۔ گول میز کانفرنس کے متعلق اس پارٹی کو گورنمنٹ سے مطالبہ کرنا چاہیئے کہ نصف ڈیلی گیٹ اس کے ہوں ۔ مجھے خوشی ہے ۔ کہ ملک کے بہت سے حصوں میں مسلم نیشنلسٹ پارٹی کی شاخیں قائم ہو رہی ہیں ۔ اور لاہور ۔ الہ آباد ۔ علیگڈھ ۔ لکھنؤ ۔ پٹنہ ۔ بمبئی ۔ کلکتہ اور مدراس میں قائم ہو چکی ہیں لیکن اتنا کافی نہیں ۔ ضرورت یہ ہے کہ پراپیگنڈا کا جواب پراپیگنڈا سے دیں ۔ کیونکہ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے ۔ اخبارات سے کام لیں ۔ مختلف شہروں میں اپنے جلسے کر کے لوگوں کو سمجھائیں ۔ کہ ٹوڈی مسلمان نہ صرف ملک کے دشمن ہیں بلکہ اپنی قوم کے بھی ۔ ایسا زبردست ایجی ٹیشن کریں کہ ایک بار دنیا سمجھ جائے کہ مسلمانوں کا آتما بدل اٹھا ۔"

ان سطور کا ایک ایک لفظ اس فتنہ اور شرارت کا پتہ دے رہا ہے ۔ جس کا شکار ہندو مسلمانوں کو بنانا چاہتے ہیں ۔ کاش ایسے بدخواہ لوگوں کو مسلمان منہ توڑ جواب دیں ۔ اور ثابت کر دیں ۔ کہ آپس میں خواہ ان کے کتنے ہی اختلافات ہوں ۔ غیروں کے مقابلہ میں وہ ایک جسم اور ایک جان ہیں ۔ اور کسی کی مجال نہیں ۔ کہ ایک فریق کو اپنے ساتھ ملا کر دوسرے پر حملہ [illegible] ۔ حضرت علی رضؓ اور حضرت معاویہ رضؓ کے مشہور واقعہ کو پیش کر کے اپنی قابل احترام [illegible] آباء و اجداد کی موقعہ شناسی اور عقلمندی کو بطور فخر پیش کرنے والوں کے لئے موقعہ ہے ۔ کہ متحد ہو کر اپنی عقلمندی کا ثبوت دیں ۔

سابق اور موجودہ وائسرائے ہند کا ہندوؤں کو مشورہ

لارڈ اروِن نے ہندوستان سے روانہ ہونے کے وقت اور لارڈ ولنگڈن نے سرزمین ہند پر قدم رکھتے ہوئے اہل ہند کو جو مشورہ دیا ہے ۔ وہ اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور انہیں مطمئن کرنے کے متعلق ہے ۔ لارڈ اروِن نے کہا :-

"کوئی سیاسی سوسائٹی اسوقت تک امن و خوشحالی کی زندگی بسر نہیں کر سکتی ۔ جبتک وہ اپنے ہاں کی اقلیتوں کو معقول طریقہ سے مطمئن نہ کر دے ۔"

لارڈ ولنگڈن نے کہا :-

"ہندوستان کی آئندہ حکومت کے لئے خواہ کوئی طرز حکومت وضع کیجائے ۔ اس کی کامیابی کا انحصار اس امر پر ہوگا ۔ کہ اس ملک کی وسیع آبادی کی ہر قوم مطمئن ہو ۔ اس لئے اس طرز حکومت کے ربط و یگانگت کے لئے ازبس ضروری ہے ۔ کہ ہندوستان کی آبادی کے کسی جزو کو خواہ وہ مسلمان ہو یا کوئی اور ۔ یہ احساس نہ ہونے پائے ۔ کہ اسکے جائز حقوق مخدوش حالت میں ہیں ۔ یا انکی حفاظت صحیح طور پر نہیں کی گئی ۔"

ان مشوروں کی معقولیت میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ۔ لیکن [illegible]

زمین و آسمان کی پیدائش کے متعلق اعتراض

اور اس کا جواب

قوانینِ قدرت کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے ناواقف نہیں ہوسکتے کہ دنیا کی تمام ترقیات ہمیشہ تدریجاً وقوع پذیر ہوتی ہیں کسی ایک چیز کے متعلق بھی ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس نے یکدم اپنا معراجِ کمال حاصل کر لیا۔ زمین و آسمان کی پیدائش کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے اسے چھ ایام میں پیدا کیا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا ایک یوم بعض دفعہ پچاس ہزار برس کا بھی ہوتا ہے اس لئے ان چھ ایام سے چھ مختلف لمبے دور مراد ہیں۔ جن میں زمین و آسمان کی تخلیق مکمل ہوئی۔ ناواقف اور کم فہم معترضین جنہیں اسلامی مسائل سے واقفیت نہیں۔ ان کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ موجودہ محققین نے تو ثابت کیا ہے۔ کہ زمین آسمان کئی لاکھ برس کے عرصہ میں مکمل ہوئے۔ مگر قرآن کہتا ہے۔ ان کی پیدائش کل چھ ایام میں ہوئی حالانکہ اگر قرآن نے یہ کہا ہوتا کہ خدا نے زمین و آسمان کو ان چوبیس گھنٹے والے چھ دن رات میں بنایا۔ تب تو حقیقتاً اس پر اعتراض واقع ہوتا۔ اور کہا جاتا۔ کہ اسلام سائنس اور علومِ ظاہری کے خلاف امور دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایام کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اور دوسری جگہ خود ہی یہ بھی فرما دیا ہے۔ ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون خدا کے نزدیک ایک یوم بعض دفعہ ایک ہزار برس کا ہوتا ہے اور یہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ پچاس ہزار برس کا بھی ایک دن ہوتا ہے۔ تو پھر ایام سے مراد ۲۴ گھنٹے کے دن سمجھنا نادانی ہے۔

پھر لغت میں یوم سے مراد وقت اور دور کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ اور چھ یوم میں زمین و آسمان کی تکمیل کا یہ مطلب واضح ہوتا ہے۔ کہ خدا نے زمین آسمان کو چھ لمبے اوقات اور دوروں میں بنایا۔ اب کون ایسا سائنس دان ہے۔ جو قرآن مجید کے ان حقائق کو غلط قرار دے سکے۔ وہ خود تسلیم کرتے اور مانتے ہیں کہ زمین آسمان یکدم اسی صورت میں پیدا نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک لمبے عرصہ تک مختلف دوروں میں سے گزر کر یہ حالت ہوئی۔ اس سے اسلام کی بیان کردہ حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے۔ نہ کہ تردید۔ علومِ ظاہری کا زیادہ زور موجودہ زمانہ میں ہی ہوا ہے۔ اسی زمانہ میں آسمان کی کھال اتاری گئی۔ اور زمین نے اپنے خزانے اگل دیئے۔ یہی وہ زمانہ ہے۔ جب بڑی بھی اور چھوٹی بھی مشہور اقوام بھی اور رذیل قومیں بھی میدانِ ترقی میں بڑھ رہی ہیں۔ اسی زمانہ میں اذا زلزلت الارض زلزالھا و اخرجت الارض اثقالھا کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے۔ جب زمین کامل طور پر ہلا دی جائے گی یعنی زمین پر بسنے والی قومیں پستی میں سب جاگ اٹھیں گی۔ اور دیوانہ وار حصول ترقیات کے لئے دوڑنے لگیں گی۔ اس وقت اخرجت الارض اثقالھا زمین اپنے خزانے اگل دے گی۔ یعنی اس کے اندر جو مخفی چیزیں ہیں۔ ان کا ظہور ہوگا۔

اس آیت کریمہ میں اسی زمانہ کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ جبکہ ہر قسم کے علوم بکثرت نکل آئے ہیں۔ اور یہ وہی زمانہ ہے۔ جب قومیں اپنی ترقیات کے لئے کامل طور پر جدوجہد کر رہی ہیں غرض موجودہ زمانہ میں ہی علوم کا انکشاف ہوا۔ اور سائنس نے یہ ثابت کیا۔ کہ زمین و آسمان کئی لاکھ برس میں بنے۔ لیکن اسلام کی سچائی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ ایسے زمانہ میں جبکہ علم کا نام و نشان نہ تھا۔ جبکہ تمام مکہ میں صرف دس یا بارہ لکھے پڑھے آدمی تھے۔ جبکہ پڑھنا عار سمجھا جاتا تھا اور جس زمانہ کا نام ہی زمانۂ جاہلیت تھا۔ ایسے تاریکی کے زمانہ میں اور ایسے علم سے بے بہرہ لوگوں میں ایک امی شخص پر اللہ تعالیٰ قرآن مجید اتارتا ہے۔ اور اس میں ایسے حقائق کا انکشاف فرماتا ہے۔ جن کی آج تیرہ سو برس گزرنے کے بعد علوم سائنس کے ماہرین کو تصدیق کرنی پڑتی ہے۔

تعصب اور چیز ہے۔ اور صداقت کے اظہار کی جرأت کا فقدان الگ امر ہے۔ لیکن کیا کوئی انسان ہے۔ جو اسلام کی سچائی کے اس عظیم الشان پہلو سے روگردانی کر سکے۔ آج علم کی روشنی ہے۔ اسی لئے سائنس دانوں نے کہا۔ کہ زمین و آسمان کئی لمبے دوروں میں مکمل ہوئے۔ لیکن اسلام آج سے کئی سو برس پیشتر یہی بات پیش کر چکا ہے۔ ایسے شخص کے ذریعہ پیش کر چکا ہے۔ جو ان پڑھ تھا۔ اور جس کے خلاف اس زمانہ کے لوگ یہ اعتراض پیش کرتے تھے۔ لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم۔ اگر خدا کا کلام نازل ہونا تھا۔ تو طائف اور مکہ کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ ہوا۔ اس پر کیوں نازل ہو گیا۔ ایسے انسان پر ایک کلام اترتا ہے۔ اور اس میں وہ باتیں بتائی جاتی ہیں۔ جن کے خلاف زمانہ اب تک کوئی نہیں کر سکتا۔ جن پر سائنس دان حرف عیب عائد نہیں کر سکتے۔ جن پر علوم و فنون کے ماہرین کو اپنی مہر تصدیق ثبت کرنی پڑتی ہے۔ کیا یہ صریح دلیل نہیں کہ قرآن کا نازل کرنے والا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول و پیغامبر بنا کر بھیجنے والا وہی خدا تھا جس نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا۔ جو حضرت عیسیٰؑ سے ہمکلام ہوا۔ اور جس نے باقی انبیاء پر اپنے علم غیب کی باتوں کا اظہار فرمایا۔ پس یہ قرآن مجید کی صداقت کا ثبوت ہے۔ کہ اس نے ایسے زمانہ میں جو تاریکی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ جو جہالت اور کم علمی کا دور کہلاتا ہے۔ اور جس کا نام ہی آج تک زمانۂ جاہلیت مشہور ہے۔ ایسا کلام اتارا جس پر کسی بڑے سے بڑے علم والے کو بھی یہ جرأت نہیں۔ کہ اس کی بیان کردہ کسی بات کی تغلیط پر قادر ہو سکے۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس اعتراض کا بھی جواب دیدیا جائے۔ جو مخلوق کی پیدائش کے متعلق مخالفین اسلام کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ انما امرہٗ اذا اراد شیئاً ان یقول لہٗ کن فیکون ۔ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے کہتا ہے۔ کُن یعنی ہو جا۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔ مخالفین اس پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ جب صرف کُن کہدینے سے اللہ تعالیٰ ہر چیز کی تخلیق کرتا ہے تو پھر چیز کو فوراً پیدا ہو جانا چاہیئے۔ کیوں ایک بچہ کے پیدا ہونے میں نو ماہ کا عرصہ لگتا ہے۔ اور کیوں ہر ایک مخلوق ایک مقررہ وقت کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ اعتراض بھی قلت تدبر کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اگر عقل و فکر سے کام لیکر دیکھا جائے۔ تو قرآن کریم کی ان آیات کا جن میں لفظ کن آیا ہے۔ قطعاً یہ مفہوم نہیں ہے۔ کہ فوراً ہر چیز پیدا ہو جانی چاہیئے۔ ان آیات میں خدا تعالیٰ نے جو کچھ بتایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب میں کامل ارادہ کر لیتا ہوں۔ کہ فلاں بات کو پورا کیا جائے۔ تو میں اپنے ارادہ سے کہتا ہوں۔ کہ ظاہری صورت میں واقع ہو جا۔ پس جب خدا تعالیٰ کی یہ مشیت ہوتی ہے۔ اور وہ فیصلہ کر دیتا ہے۔ کہ فلاں بات ہو جائے۔ تو اس کے نفاذ کا آرڈر دے دیتا ہے۔ فیکون پھر وہ چیز ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں۔ کہ فوراً ہی ہو جائے۔ اور نہ فوراً کا مفہوم کسی لفظ سے نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار مصلحتوں کے ماتحت نظامِ عالم میں استدراج کا سلسلہ قائم فرمایا ہے۔ اور کوئی چیز یکدم نہیں بڑھ سکتی۔ پس یہ ارتقاء آوازۂ کُن کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے عین مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ کہ وہ جب کسی چیز کی پیدائش کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور ضروری نہیں۔ کہ وہ چیز مادی ہی ہو۔ بلکہ اپنے کسی خاص فیض سے بھی جب دنیا کو مستفیض کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے ظہور کے لئے کُن کا حکم صادر کرتا ہے۔ جس کے نفاذ کے بعد وہ چیز وقوع میں آنی شروع ہو جاتی ہے۔ فوراً ہو جانے کا مفہوم کسی لفظ سے نہیں نکل سکتا۔ نظام عالم میں استدراج کا ہی سلسلہ قائم ہے۔ جب کوئی شخص ترقی کی طرف اپنا قدم بڑھاتا ہے۔ خواہ وہ ترقی روحانی ہو یا جسمانی۔ تو تدریج کے ساتھ۔ مگر ہر ایک ترقی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور اس کا حکم وہی ہوتا ہے۔ جسے کُن کہا جاتا ہے۔ جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اسی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور ÷ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے ÷

حقیقی وحدانیت اسلام میں ہے نہ ویدک دھرم میں

دنیائے مذاہب میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے حقیقی توحید پیش کی ہے۔ اور ہر رنگ میں شرک کا قلع قمع کیا ہے۔ مگر تعجب ہے۔ کہ وہ لوگ جن کی الہامی کتابوں میں خدا تعالیٰ کی عظمت وشان کو قطعاً نظر انداز کر دیا گیا۔ اور خدا کی طرف بعض ایسے افعال منسوب کئے گئے ہیں۔ جو اگر کسی معمولی انسان کی طرف بھی منسوب کئے جائیں۔ تو وہ انہیں اپنی ہتک اور تذلیل قرار دے۔ وہ اسلام کی توحید کے متعلق تعلیم کو ناقص قرار دیتے۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ان کے مذہب میں اسلام سے بڑھ کر وحدانیت کی تعلیم دی گئی ہے چنانچہ آریوں کا ایک رسالہ "آریہ مسافر" لکھتا ہے۔

"سب سے پہلے آپ ایشور کے متعلق تعلیم کو ہی لیں۔ اسلام کہتا ہے۔ کہ خدا واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ تعلیم اچھی ہے لیکن اس کا ویدک دھرم کی تعلیم سے مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ پرماتما کی وحدانیت کی ایسے زور سے تلقین کرتا ہے۔ کہ اس میں غلطی کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ دیکھئے یجر وید میں لکھا ہے۔ کہ "وہ نہ دوسرا ہے۔ نہ تیسرا نہ ہی چوتھا کہلا سکتا ہے۔ نہ پانچواں ہے نہ چھٹا۔ نہ ہی ساتواں کہلا سکتا ہے۔ نہ آٹھواں ہے۔ نہ ہی نواں ہے۔ نہ ہی دسواں کہلا سکتا ہے۔ وہ اس سب کو دیکھتا ہے۔ جو سانس لیتا ہے اور جو نہیں لیتا"۔

اس حوالہ میں یجر وید کے جس منتر کو اسلامی توحید سے بڑھ کر مکمل توحید پیش کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔ اس پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ اس میں نہایت ہی شرکیہ باتیں کہی گئی ہے جب یہ بتایا گیا۔ کہ خدا واحد ہے۔ تو پھر یہ کیا۔ کہ وہ نہ دوسرا کہلا سکتا ہے۔ نہ تیسرا نہ چوتھا حتیٰ کہ دس کی تعداد تک پہنچانا بالکل بے معنی ہے۔

جو ایک ہی ہے۔ اس کا دوسرا تیسرا کہلانے کا کیا مطلب علاوہ ازیں دس تک گن جانے کے باوجود اصل اور حقیقی توحید ظاہر نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس سے صرف اتنا پتہ لگتا ہے۔ کہ ویدک ایشور دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا حتیٰ کہ دسواں نہیں کہلا سکتا۔ لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوا۔ کہ اس کا کوئی شریک اور مثل نہیں۔ وہ پہلا بھی ہو۔ دوسرا تیسرا بھی۔ لیکن کسی دوسرے تیسرے کہلانے کی نفی اس سے نہیں ہوسکتی یہی وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ ویدک دھرم کے ماننے میں تعداد کے لحاظ سے تو دوسرے تیسرے چوتھے کا سلسلہ اس قدر وسیع ہوا۔ کہ ۳۳ کروڑ تک پہنچ گیا۔ اور نوعیت کے لحاظ سے اتنا پھیل گیا کہ آگ۔ پتھر۔ پانی ہوا۔ چاند۔ سورج۔ سانپ بچھو گائے سور۔ غرض ہر چیز کو ایشور کا شریک بنالیا گیا یہاں تک کہ مٹی پلید کر کے رکھ دی گئی۔ اس صورت میں اسلامی توحید کے مقابلہ میں ویدک دھرم کی توحید کو پیش کرنا صرف منہ چڑانا ہے۔

بھلا اس ویدک دھرم کی کیا حقیقت ہے۔ کہ اسلام کے مقابلہ میں توحید کی اعلیٰ تعلیم پیش کرے۔ جس میں نہ صرف ایشوری صفات میں اس کی مخلوق کو تصرف دے دیا گیا۔ بلکہ اس کی عبادت میں بھی دوسروں کو شریک کیا گیا ہے۔

چنانچہ یجر وید میں لکھا ہے۔ "سب لوگوں کو چاہیئے کہ رعایا کے محافظ ایشور اور راجہ کی آگیا سیون اور اپاسنا (یعنی عبادت) ہمیشہ کیا کریں" (تفسیر یجر وید سوامی دیانند جلد دوم صفحہ ۱۰۴)

اس منتر میں جس طرح ایشور کی اطاعت اور عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی طرح راجہ کی اطاعت اور عبادت کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور جب راجہ ایشور کی طرح عبادت کرانے کا مستحق ہوا۔ تو پھر ایشور کی وحدانیت کہاں رہی۔ اس کے مقابلہ میں اسلام نے حاکم وقت کی عبادت کا نہیں۔ بلکہ اطاعت کا حکم دیا ہے۔

لیکن اس خیال سے کہ کوئی شخص اپنی نادانی اور جہالت سے حاکم کی اطاعت کا مطلب اس کی عبادت کا سمجھ لے۔ یا جن باتوں میں حکومت کو اطاعت کرانے کا حق حاصل نہیں۔ ان میں اطاعت نہ کرے اس سے قبل اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے کا حکم دیا چنانچہ فرمایا۔

واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

یعنی تمہارے لئے سب سے مقدم اللہ اور رسول کی اطاعت ہے اور اس کے بعد حکومت وقت کی۔ اگر حکومت کوئی ایسا حکم دیتی ہے۔ جو اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ تو اس کی اطاعت نہ کرو۔ حکومت کی اطاعت اسی حد تک ہے۔ جب تک اس کے احکام اللہ اور رسول کے احکام سے ٹکراتے نہیں۔

پس جبکہ اسلام اللہ اور رسول کے احکام کے مقابلہ میں کسی اور کے حکم کی اطاعت جائز نہیں رکھتا خواہ وہ راجہ ہو یا بادشاہ۔ تو وہ کس طرح گوارا کر سکتا ہے۔ کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ لیکن ویدک دھرم اپنے پیروؤں کو راجہ کی ایشور کی طرح ہی عبادت کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور پھر کہا جاتا ہے۔ ویدک دھرم میں توحید کی تعلیم اسلام سے اعلیٰ دی گئی ہے۔

اور دیکھئے ویدک دھرم نے نہ صرف ایشور کی طرح راجہ کی بھی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے۔ بلکہ راجہ کو ہر رنگ میں اپنے مساوی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آتا ہے۔

"میں ایشور سب آدمیوں کو حکم دیتا ہوں۔ کہ تم لوگ میرے تکیہ (یعنی برابر) دیندار گن کرم اور بھاؤ والے آدمی کی ہی رعایا ہو۔ اور کسی بے ذوق بدنیت کی رعایا ہونا مت قبول کرو"

(یجر وید ادھیائے ۹ منتر ۲۱)

راجہ کو اپنے مساوی قرار دینا ظاہر کرتا ہے۔ کہ ویدک دھرم تو رہا ایک طرف ویدک ایشور بھی حقیقی وحدانیت سے واقف نہیں۔ ورنہ وہ کسی راجہ کو چھوڑ شہنشاہ کو بھی اپنے "تکیہ" قرار نہ دیتا۔

اسلام نے نہ صرف کسی راجہ سے بڑے سے بڑے انسان کے متعلق بھی جو تمام انسانوں کا سردار اور جس کے لئے لولاک لما خلقت الافلاک کا خطاب ملا خدا تعالیٰ کے مساوی ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے ذریعہ دنیا نے تمام سابقہ برگزیدوں سے بڑھ کر جلوہ الٰہی دیکھا۔ ان کے متعلق کوئی ایسا شبہ نہ پیدا ہونے دیا۔ کہ کوئی کسی پہلو سے انہیں خدا کا شریک سمجھ لے۔ چنانچہ ہر ایک مسلمان کے لئے یہ اقرار ضروری قرار دیدیا۔ کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ معبود حقیقی صرف اللہ ہی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور محمد اللہ کا رسول ہے۔ نہ کہ اس کا شریک۔

دنیا اگر کسی کو اس کے بے مثالی اور بے نظیر کمالات کی وجہ سے معبود سمجھ سکتی تھی۔ تو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات والا صفات تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس وضاحت اور تشریح کے ساتھ اسلام میں توحید کی تعلیم رکھی۔ کہ کسی کو آپ کی عبادت اور پرستش کا وہم وگمان بھی پیدا نہ ہوا۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں شامت اعمال سے کئی قسم کی کمزوریاں پیدا ہو گئیں۔ کئی قسم کے فرقے نکل آئے۔ کئی قسم کے عقائد ایجاد کر دیئے گئے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرستش کرنے کے عقیدہ کا کوئی مرتکب نہ ہوا۔

جس مذہب نے اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ توحید قائم کی ہو۔ اس کے سامنے ویدک دھرم کو یہ دعویٰ کرنیکا کیا حق ہو سکتا ہے۔ کہ اصل توحید اس نے پیش کی ہے اسلام نے خدا کی وحدانیت کو جس طریق پر پیش کیا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کوئی مذہب ایسا نہیں جو اس خصوص میں اس کا مقابلہ کر سکے۔ دنیا میں شرک کی ایک بدترین صورت بت پرستی ہے۔ جو بکثرت پائی جاتی ہے۔ اسلام نے اس سے نہایت سختی کیساتھ روکا۔ اور فرمایا۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ۔ یعنی بتوں کی پرستش سے بچو۔ کیونکہ اس سے علاوہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بعض گندے اخلاق ظاہر ہوتے اور جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے کیونکہ بت پرستوں کو اپنے جعلی معبودوں کے لئے بہت کچھ جھوٹے قصے گھڑنے پڑتے ہیں۔ پس چونکہ ان کی پوجا روحانیت کو نقصان پہنچانے والی ہے۔ اس لئے انکی عبادت مت کرو۔

پھر مشرک لوگ زیادہ تر عناصر پرستی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق فرمایا۔ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن یعنی سورج اور چاند کی پرستش نہ کرو۔ بلکہ اس ہستی کے آگے سربسجود رہو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا وسخر لکم مافی السموٰت وما فی الارض جمیعًا یعنی زمین وآسمان کی ہر چیز کو ہم نے انسانوں کیلئے خادم کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اگر تم ان کو معبود سمجھکر ان کی پرستش کرو گے۔ تو جہاں ایک طرف اپنے شرف اور عظمت کو ضائع کرو گے۔ وہاں ان چیزوں سے حقیقی فائدہ بھی حاصل نہ کر سکو گے۔ پھر شرک کی ایک اور قسم کئی معبودوں کے ماننے کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بھی روکا اور فرمایا۔ لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ اگر زمین وآسمان میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے۔ تو کارخانہ عالم درہم برہم ہو جاتا۔ پھر عیسائیوں پر جنہوں نے تثلیث کا مسئلہ ایجاد کیا۔ اظہار ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا۔ تکاد السموٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ قریب ہے آسمان پھٹ جائے۔ زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں۔ اس لئے کہ انہوں نے خدا کی طرف بیٹا منسوب کیا ہے۔ گو یا دہ ہم ستار لکھتا ہے:

غیر مذاہب

بہائیوں کے عقائد

بہائی ہمیشہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہکر دہوکہ دیا کرتے ہیں۔ کہ بہائیت دراصل دیگر فرق اسلامیہ کی طرح ایک اسلامی فرقہ ہے۔ اور بعض مسلمان بھی ناواقفیت سے یہی سمجھے ہوئے ہیں۔ کہ بہائیت اسلام کی ایک شاخ ہے۔ حالانکہ جیسا کہ ہم مندرجہ ذیل سطور میں بتائیں گے۔ اسلام اور بہائیت میں بعد المشرقین ہے۔

میرزا حسین علی بہاء اللہ مدعی الوہیت وخدائی تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی تصنیفات میں کئی جگہ اس دعویٰ کو صراحتاً بیان کیا ہے۔ اور بہائی اس کی زندگی میں اسے سجدہ کیا کرتے۔ اور اس کا طواف کرتے تھے۔ جیسا کہ متعدد کتب بہائیہ سے ثابت ہے۔ اب اس کی وفات کے بعد اس کی قبر کو معبود وسجدہ گاہ اور جہان کی عبادت گاہ یقین کرتے ہیں۔ بہاء اللہ کے بیٹے اور جانشین عبدالبہاء نے لکھا ہے۔ سجدہ کے لئے صرف تین جگہیں مخصوص ہیں۔ علی محمد باب کی قبر۔ بہاء اللہ کی قبر اور باب کا گھر۔ ان تینوں جگہوں کے سوا اور کسی جگہ سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اوّل تو ایک انصاف پسند شخص کے لئے بہائیوں کا یہ مشرکانہ عقیدہ ہی یہ بتانے کے لئے کافی ہے۔ کہ یہ گروہ اسلام سے کوئی تعلق رکھتا ہے۔ لیکن ہم بتاتے ہیں۔ کہ ہر اصل اور فرع میں بہائیت اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ نماز کے متعلق بہاء اللہ نے اپنی کتاب اقدس میں لکھا ہے۔ اہل بہاء پر صرف ۹ رکعت نماز فرض کی گئی ہے۔ تین رکعت سورج نکلنے کے وقت۔ تین رکعت سورج ڈھلنے کے وقت اور تین رکعت شام کے وقت باقی نمازیں ہم نے تمھیں معاف کر دی ہیں۔

پھر ان نمازوں میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے۔ وہ اسلامی نماز سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ بہاء اللہ کے اپنے تجویز کردہ الفاظ ہیں۔ اسی طرح طریقہ نماز میں بھی بہت اختلاف ہے۔ پہلی رکعت میں رکوع اور دوسرا سجدہ نہیں ہے۔ دوسری وتیسری رکعت میں بھی دوسرا سجدہ نہیں ہے۔ اور سب سے بڑی بات جس سے بہائیت کا اسلام کی شاخ نہ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ملتا ہے۔ یہ ہے۔ کہ بہائی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ بلکہ ان کا قبلہ عکہ ہے۔ جس کی طرف منہ کر کے عبادت کرنے کا انہیں حکم ہے۔ بہائیوں کی اس نماز کے علاوہ جو بڑی نماز کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک اور چھوٹی نماز بھی ہے۔ جو صرف اسقدر ہے۔ کہ بہائی بہاء اللہ کی قبر کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور رکوع وسجدہ کے بعد قعدہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس دوران میں بہاء اللہ کے تجویز کردہ الفاظ پڑھتا رہتا ہے۔

وضو بھی مسلمانوں کی طرح نہیں کرتے۔ بلکہ صرف یہ حکم ہے کہ دن میں صرف ایک بار منہ اور ہاتھ دھولئے جائیں۔ ولیس ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں سردیوں میں تیسرے دن اور گرمیوں میں صرف ایک دفعہ روزانہ پاؤں دھونے کا بھی حکم ہے۔

بہائیوں میں نماز باجماعت حرام ہے اور ہر شخص کو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کتاب اقدس میں صاف لکھا ہے کہ لایبطل الشعر صلواتکم ۔ یعنی شعر پڑھنے سے تمہاری نماز باطل نہیں ہوتی۔ گویا نماز میں اشعار پڑھنے کی اجازت ہے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جو شخص بوجہ بیماری یا بڑھاپے کے کمزور ہو۔ اسے نماز معاف ہے۔ مسافر کو کلی طور پر نماز معاف کر دی گئی ہے۔ یہی حال حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا ہے۔ مسافر کے لئے صرف یہ شرط ہے کہ منزل مقصود یا امن کی جگہ پر پہنچ کر ہر نماز کے بدلہ ایک سجدہ کر لیا کرے۔

روزوں کے متعلق شریعت بہائیہ کا یہ حکم ہے۔ کہ موسم بہار میں صرف ۱۹ دن کے روزے رکھے جائیں۔ روزہ طلوع آفتاب سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہو۔ مسافر اور مریض کو روزہ بالکل معاف ہے۔ اسی طرح حائضہ عورت کو بھی ایام حیض کے روزے معاف ہیں۔

زکوٰۃ کے متعلق بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں لکھا ہے۔ کتب علیکم تزکیۃ الاقوات وما دونہا بالزکوٰۃ ھذا ما حکم بہ منزل الاٰیٰت فی ھٰذا الرق المنیع سوف نفصل علیکم نصابہا ۔ یعنی تم کھانے کی چیزوں اور دوسری اشیاء کو زکوٰۃ دیکر پاک کرو۔ اور زکوٰۃ کا نصاب ہم پھر بیان کرینگے۔ مگر پھر اس نے کہیں بیان نہیں کیا۔ یہ معلوم نہیں کیوں۔ ہاں علی محمد باب نے جو حکم دیا تھا۔ کہ جس شخص کے پاس سو مثقال (ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کے قریب ہوتا ہے۔) سونا ہو۔ وہ اس میں سے ۱۹ مثقال مجھے ادا کرے۔ اسے بہاء اللہ نے بھی قائم رکھا مگر یہ مطالبہ زکوٰۃ کے مطالبہ سے الگ ہے۔ اور وہ جائدادیں جو بطور خیرات لوگوں نے بہاء اللہ سے پہلے وقف کر رکھی تھیں۔ ان کے متعلق اس نے حکم دیا کہ ان پر پورا پورا تصرف میرا ہے۔ اور میں جسطرح چاہوں خرچ کر سکتا ہوں۔ میری وفات کے بعد یہ اختیارات میری اولاد کو حاصل ہونگے۔ اور اولاد کے نہ ہونیکی صورت میں بیت العدل اور اس کی عدم موجودگی میں عام بہائیوں کو۔ اس کے علاوہ جو تحائف اور ہدایا وغیرہ آتے تھے۔ وہ بھی سب کے سب بہاء اللہ اور اس کی اولاد کی ملکیت تھے۔ چنانچہ ایک سرکردہ بہائی مرزا حیدر علی اصفہانی نے اپنی کتاب بہجۃ الصدور میں لکھا ہے۔ کہ عبدالبہاء کے محل کے اصطبل میں اعلیٰ درجہ کی عربی النسل گھوڑیاں اور گھوڑے تھے جو کمینوں کی سواری سیر وسیاحت اور تفریح وشکار کے کام آتے تھے اس سے بہائیوں کے اس پروپیگنڈا کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ بہاء اللہ اور اس کی اولاد ہمیشہ مصائب اور پریشانیوں کا شکار رہی اور جیل خانہ میں زندگی بسر کرتی رہی۔

شراب کی حرمت وحلت کے متعلق شریعت بہائیہ میں کوئی حکم نہیں۔ بلکہ بہاء اللہ کا فرزند اور جانشین عبدالبہاء جب امریکہ گیا۔ اور وہاں بعض یورپین لوگوں نے سوال کیا۔ کہ کھانے پینے کے متعلق ہمیں ہدایات دیں۔ تو اس نے کہا۔ ہم جسمانی خوراک میں کوئی دخل نہیں دیتے۔ بلکہ ہمارا تعلق صرف روحانی غذا سے ہے۔ جس کے معنے سوائے اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ کہ بہائی مذہب خوراک کے متعلق کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کرتا۔ اور بہائی شریعت میں کسی چیز کی حرمت صراحتاً بیان نہیں کی گئی حتّٰے کہ سور کے گوشت کی حرمت بھی معین طور پر کسی جگہ بیان نہیں۔ البتہ افیون کے متعلق لکھا ہے کہ قد حرم علیکم المیسر والافیون ۔ یعنی تم پر جوا اور افیون حرام کی گئی ہے۔ گوشت کھانے کی اجازت بہاء اللہ نے دی ہے۔ بلکہ کتاب مبین میں شکار وغیرہ کھیلنے کی بھی اجازت ہے۔ اور بہاء اللہ کی امیرانہ زندگی کو پیش کرتے ہوئے ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کے اصطبل میں عربی النسل گھوڑے گھوڑیاں شکار وغیرہ کے لئے موجود رہتی تھیں۔ مگر عبدالبہاء نے اس بارہ میں لکھا ہے۔ کہ انسان کو گوشت خوری کے آلات قدرت نے عطا نہیں کئے۔ اس لئے گوشت درندوں اور حیوانوں کی غذا ہے۔ نہ کہ انسانوں کی۔ گویا اس باب میں باپ بیٹا۔ پیر و مرید میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

حج کے متعلق بہائیوں کو کتاب اقدس میں حکم دیا گیا ہے کہ دو گھروں کا طواف کریں۔ جن میں سے ایک تو وہ گھر ہے۔ جو علی محمد باب کا شیراز واقعہ ایران میں ہے۔ اور دوسرا وہ ہے جس میں بغداد میں بہاء اللہ رہتے تھے۔

زنا کاری کسقدر سنگین اور اخلاق سوز جرم ہے یہ ہر فہمیدہ آدمی اچھی طرح جانتا ہے اور اس کی مضرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے سخت سے سخت اور کڑی سے کڑی سزا بھی مناسب خیال کی جاتی ہے تا اس خطرناک جرم کا کماحقہٗ انسداد ہو سکے۔ مگر بہائیہ شریعت بتاتی ہے۔ کہ ہر ایک زانی مرد اور زانیہ اور عورت صرف نو نو مثقال سونا بطور جرمانہ بیت المال میں داخل کر دیں۔ اور اگر وہ دوبارہ اس جرم کا اعادہ کریں۔ تو اس سزا کو دوگنا کر دیا جائے یعنے نو نو مثقال کی بجائے ان سے اٹھارہ اٹھارہ مثقال سونا بیت العدل میں داخل کرایا جائے۔ یہ وہ موٹی موٹی اور اصول مذہبی سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ جن سے بہائیت کی کسی قدر حقیقت معلوم ہو سکتی ہے۔ آیندہ مضمون میں ہم بعض تمدنی اصول بیان کر کے بتائیں گے۔ کہ نہ صرف یہ کہ مذہبی طور پر ہی بہائیت اسلام سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ تمدنی طور پر بھی اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے ؂

فضیلتِ اسلام

اسلام زندہ مذہب ہے

اسلام اور دیگر مذاہب میں اتنا فرق ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب بصیرت غور و خوض سے کام لے اور متعصبانہ خیالات سے علیحدہ ہو کر اسلام کی خوبیوں اور دوسرے مذاہب کی ان خامیوں پر نظر ڈالے۔ جو ان میں پائی جاتی ہیں۔ تو یقیناً اس کی فطرت پکار اٹھے گی۔ کہ یقیناً اسلام ہی میری روحانی پیاس بجھا سکتا ہے اور یہی مائدۂ روحانی میری سیری کے لئے اطمینان بخش سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ مگر افسوس اکثر لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو بجائے قوتِ فکر سے کام لینے کے اپنے اسلاف کی اندھا دھند اتباع کرتے ہیں۔ اور یہ پسند نہیں کرتے۔ کہ جب انہیں صداقت کا پتہ لگے۔ تو اسلاف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اسے اختیار کر لیں اور اپنے عقائد میں کچھ تبدیلی کریں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝

یعنے جب انہیں کہا جاتا ہے۔ کہ تم خدا کے نازل کردہ کلام پر ایمان لاؤ۔ تو وہ جواب میں یہی کہتے ہیں ہمیں اپنے آباؤ اجداد کی تقلید کافی ہے۔ خواہ ان کے آباؤ اجداد نہ تو عقل رکھتے ہوں اور نہ ہی ہدایت پر ہوں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگوں کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے۔ جو اپنی قوتِ فکر اور عقل سے کام لینے پر تیار نہیں ہوتے اور اندھا دھند آباؤ اجداد کی تقلید کا دم بھرتے ہیں۔ کیونکہ اگر دماغی قوتوں سے کام نہ لیا جائے۔ تو ان کا نشوونما رک جاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسانی دماغ ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اس کی ترقی کی قابلیتیں مردہ ہو جاتی ہیں۔ پس دماغی قوتوں کو برقرار رکھنے کے لئے اور اس کی قوتوں کو نشوونما دینے کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان حق و باطل میں خود امتیاز کرنے کی کوشش کرے۔ اور وہ طریق اختیار کرے۔ جو اس کی روحانی زندگی کے لئے مفید ہو۔ مگر افسوس کہ اکثر لوگ اسلام کے محاسن اور فضائل پر غور نہیں کرتے۔ اور حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا کہکر اسی گوشۂ ظلمت میں رہنا پسند کرتے ہیں حالانکہ اسلام اسقدر امتیازی خصوصیات رکھتا ہے۔ جن کا کسی اور مذہب میں پایا جانا ناممکن ہے مثلاً اسلام اپنی تائید میں زندہ برکات اور تازہ نشانات رکھتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور اسلام کو خدا تعالیٰ کا سچا مذہب ثابت کرتے ہیں۔

ہر ایک مذہب کی غرض و غائت یہی ہوتی ہے۔ کہ بندہ کو اپنے معبودِ حقیقی سے ملائے۔ اس کا قرب عطا کرے۔ اور اس کا محبوب بنائے۔ لیکن اسلام کے سوا کوئی ایسا مذہب نہیں۔ جس کے پیرووں میں سے کوئی یہ دعویٰ رکھتا ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کا اس سے تعلق ہے اور خدا اس سے کلام کرتا ہے۔ لیکن اسلام میں ہر زمانہ میں ایسے افراد ہوئے ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کو پانے اور اس سے ہمکلام ہونے کے ثبوت دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی مقصد اور مدعا کے لئے خدا تعالےٰ نے دنیا میں مبعوث کیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"مجھے بھیجا گیا ہے۔ تا میں ثابت کروں۔ کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے۔ اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں۔ جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں۔ کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسےٰ علیہ السلام کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسےٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

میں بار بار کہتا ہوں۔ اور بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ قرآن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا۔ اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ان کے خدا مُردے۔ اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانو! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے۔ اور مردار کھانے میں کیا لذت۔ آؤ میں تمہیں بتلاؤں۔ کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طُور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔"

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱

اگرچہ اس دعویٰ کے مقابلہ میں بھی کسی اور مذہب کے پیرو کو دعویٰ کرنے کی جرأت نہ کی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دعویٰ کے ثبوت میں بیشمار نشانات بھی پیش کئے۔ جن پر اس وقت تک لاکھوں انسان ایمان لا چکے ہیں اور خود ان میں سے ایسے افراد موجود ہیں۔ جو اسلام کی برکات کے مورد اور خدا تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کا شرف رکھتے ہیں

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام مذاہب والوں کو متواتر چیلنج دئے۔ کہ اگر کسی کو اپنے مذہب کی صداقت پر کامل یقین ہو۔ اور وہ یہ سمجھتا ہو۔ کہ خدا تم اس کے مذہب کی تائید کریگا۔ تو وہ سامنے آئے اور اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت خدائی تائید اور نصرت سے دکھائے۔

اس چیلنج کے شائع ہونے پر چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ وہ مذاہب جن کے لاکھوں اور کروڑوں پیرو پائے جاتے ہیں۔ اور جو اپنے مذہب کے سچے ہونے کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ ان میں سے بیسیوں اس چیلنج کو منظور کر کے میدان مقابلہ میں نکل آتے۔ اور اپنی سچائی اور صداقت کا ثبوت پیش کرتے مگر وہ بالکل دم بخود رہے۔ کسی ایک آدھ نے جرأت کی۔ مگر اسے ایسی ناکامی حاصل ہوئی۔ کہ بجائے خود اسلام کی صداقت کا بہت بڑا نشان بن گیا مثلاً امریکہ کے ایک شخص نے جس کا نام جان الیگزنڈر ڈوئی تھا۔ اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کے سچا ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور یہ دعا شائع کی۔ کہ

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ دن جلد آئے۔ کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگریزی میں ایک چٹھی اسے بھیجی جس میں اسلام اور عیسائیت کی صداقت کے متعلق خدا تعالےٰ سے فیصلہ کرانے کی دعوت دی۔ یہ چٹھی امریکہ کے کئی نامی گرامی اخبارات میں شائع ہوئی ڈوئی نے جب اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دعوت مباہلہ کو امریکہ کے متعدد اخبارات میں شائع کرا دیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ اسلام سچا ہے۔ اور عیسائی مذہب کے عقائد جھوٹے ہیں۔ ڈاکٹر ڈوئی تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے۔ اور میری زندگی میں ہی بہت سے دکھوں کے ساتھ مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ۱۹۰۷ء میں نہایت حسرت ناک طور پر ہلاک ہو گیا۔ اور اس طرح عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت ثابت ہو گئی

ویدک دھرم کی طرف سے لیکھو میدان میں آیا۔ اس کا جو کچھ انجام ہوا وہ اہل ہند پر خوب ظاہر ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسقدر کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ آریوں نے اس کے اظہار کی اور کوئی صورت نہ دیکھتے ہوئے۔ آپ پر بے بنیاد الزام لگا دیا۔ کہ آپ نے سازش سے لیکھو کو قتل کرا دیا ہے۔

عیسائیت اور ہندو ازم کے نمائندوں کا اسلام کے جری کے مقابلہ میں اگر اس طرح ناکام ہونا ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک زندہ مذہب اسلام ہی ہے وہ اسلام ہی کی تائید میں نشانات ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دیگر مذاہب میں قطعاً زندگی نہیں۔ مبارک ہے۔ وہ جو زندہ مذہب قبول کر کے خود ایسی زندگی حاصل کرے۔ جس پر کبھی موت نہیں آسکتی ۔

نظارتوں کے اعلانات

وظائف تعلیمی کے متعلق ضروری اطلاع

(۱) امسال مجلس مشاورت میں فیصلہ ہوا ہے۔ کہ وظائف تعلیمی قرض حسنہ مدرسہ احمدیہ قادیان کی پانچویں جماعت سے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں نویں جماعت سے جاری کئے جایا کریں۔ اس سے نیچے کی جماعتوں کو وظائف نہ دیئے جایا کریں۔ لہذا احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی صاحب مدرسہ احمدیہ کی پانچویں جماعت اور ہائی سکول کی نویں جماعت کے نیچے کے کسی طالب علم کے واسطے دفتر ہذا سے خط وکتابت نہ فرمائیں۔

البتہ ہائی سکول کے مستحق اور غریب لڑکے کی فیس کی درخواست پر حسب گنجائش غور کیا جاسکیگا۔

(۲) انجمن کا مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء کو ختم ہو جائیگا۔ اس موقع پر پُرانے وظائف بوجہ تکمیل تعلیم وغیرہ کے بند ہو جاتے اور حسب گنجائش نئے وظائف جاری کئے جاتے ہیں۔ اس لئے جو نئے وظائف لینا چاہتے ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ دفتر ہذا سے بہت جلد فارم درخواست وظائف منگوا کر مقامی جماعت کی سفارش کے ساتھ ۲۵ اپریل ۱۹۳۱ء تک دفتر ہذا میں بھجوا دیں۔ تا ان درخواستوں پر غور کیا جاسکے۔ (ناظر تعلیم وتربیت قادیان)

سکرٹریان تبلیغ توجہ فرمائیں

ماہوار تبلیغی رپورٹ جو کہ ہر سکرٹری تبلیغ کے لئے نہایت ضروری ہے سکرٹریان تبلیغ کی طرف سے دفتر ہذا کو باقاعدہ موصول نہیں ہوتی۔ مندرجہ ذیل مقامات کے سکرٹریان تبلیغ کے علاوہ باقی سب نے ماہ مارچ کی تبلیغی رپورٹ تا حال نہیں بھیجی۔ ان کی طرف سے اس امر میں تساہل قابل افسوس ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ سے میں ان سکرٹریان تبلیغ کو خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں جن کے ذریعہ سے انصار اللہ کی جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ کہ وہ گزشتہ ماہ کی کارگزاری سے نظارت ہذا کو مطبوعہ رپورٹ فارم پُر کرکے جلدی اطلاع دیں۔

فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) چک لوہٹ (ضلع لدھیانہ)
(۲) زیرہ (ضلع فیروز پور)
(۳) اٹھوال (ضلع گورداسپور)
(۴) امرتسر
(۵) محلانوالہ، (۶) اجنالہ، (۸) کمبوہ ماجرہ } ضلع امرتسر
(۷) گنج (لاہور)

(۹) میانوالی۔ خانانوالی } ضلع سیالکوٹ
(۱۰) گوجرانوالہ
(۱۱) کریام
(۱۲) بھمبیاں } ضلع ہوشیارپور
(۱۳) مٹھیانہ } ضلع ہوشیارپور
(۱۴) چک ۵۶۲ (ضلع لائلپور)
(۱۵) پائل۔ ریاست پٹیالہ
(۱۶) سنگرور۔ ریاست جیند۔
(۱۷) ریاسی اسٹیٹ۔
(۱۸) منٹگمری۔
(۱۹) سرگودھا۔
(۲۰) چک ۹۸ شمالی۔
(۲۱) چک ۱۱۶ جنوبی۔
(۲۲) لالیاں
(۲۳) حسن پور } ضلع ملتان
(۲۴) محمود آباد } ضلع ملتان
(۲۵) مظفر گڑھ
(۲۶) جام پور
(۲۷) رکھ مور جنگی۔
(۲۸) شادن لنڈ
(۲۹) سکھر۔
(۳۰) بڈھا گورائیہ
(۳۱) محبوب نگر
(۳۲) بنگال۔

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

دفتر محاسب کا اعلان

مالی سال ۳۰ اپریل کو ختم ہو جائے گا۔ لہذا میں تمام افراد اور جماعتوں کو ذیل کے امور کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔

منی آرڈر کے کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل کا ہونا بھی ازبس ضروری ہے۔ کیونکہ اگر کسی جماعت کی رقم ۳۰ اپریل کو دفتر محاسب میں وصول ہو جائے۔ لیکن کوپن پر یا بیمہ میں تفصیل نہ ہو۔ تو ایسی رقم داخل خزانہ ہو کر سال رواں کے بجٹ میں شمار نہ ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تھوڑی سی کوتاہی سے بجٹ پورا کرنے والی جماعتوں میں شامل نہ ہو سکے گی۔ پس ہر ایک رقم کے ساتھ تفصیل کوپن یا بیمہ میں دی جائے۔

(۲) صرف وہی رقم سال رواں کے بجٹ میں محسوب ہوگی جو ۳۰ اپریل کی شام تک دفتر محاسب میں بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ یا تار یا دستی داخل کر دی جائے گی جو رقم یکم مئی کو داخل ہوگی۔ وہ اگلے سال میں محسوب ہوگی۔

(۳) کوپن پر تفصیل کے علاوہ پورا پتہ بھی ضروری ہے بعض دوست بیمہ میں بھی اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے۔ بلکہ تفصیل کا خط تک نہیں ڈالتے۔ پس کوپن پر پتہ خوشخط لکھنا ضروری ہے۔ تاکہ رسید جلدی جاری ہو سکے۔

(۴) بیمہ کرانے والے دوست حتی الوسع نوٹ چھوٹی قیمت کے مثلاً پانچ روپے یا دس روپے والے رکھا کریں۔ اور اگر ٹکٹ رکھنے کی ضرورت ہو۔ تو ایسے ٹکٹ رکھے جائیں جو ۱ روپیہ یا اس سے کم قیمت کے ہوں۔ بڑی قیمت کے ٹکٹ بعض دفعہ ضائع ہو جاتے ہیں۔

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

بجٹ پورا کرنیوالی جماعتیں

انجمن کا مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء کو ختم ہو کر یکم مئی ۱۹۳۱ء سے نیا شروع ہو جانیوالا ہے۔ جن جن انجمنوں کے ذمہ بقایا رہ گیا ہے۔ انہیں اطلاع دی گئی ہے۔ امید ہے۔ احباب نے اس طرف توجہ کی ہوگی بقائے کی ادائیگی میں کوشاں ہوں گے۔ اور ۳۰ اپریل تک روپیہ خزانہ میں داخل کرا دیں گے۔ ورنہ یکم مئی کی داخل شدہ رقم نئے سال میں شمار ہوگی۔

جن جماعتوں نے اپنا بجٹ ۸ اپریل تک پورا کر دیا ہے ان کا نام درج ذیل کرکے دعا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے کارکنوں کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا کرے۔ ان پر اپنا خاص فضل نازل فرمائے۔ اور انہیں دوسروں کے لئے اسوۂ حسنہ بنائے۔

(۱) بھاگووال
(۲) چھٹہ (گورداسپور)
(۳) تلونڈی راماں
(۴) ککانوالی۔
(۵) کوٹلی افغاناں
(۶) بہلول پور
(۷) برنج ورکس
(۸) پسرور نوشہرہ۔
(۹) ظفروال۔ ضلع سیالکوٹ۔
(۱۰) کھاریانوالہ۔ کوروال
(۱۱) لنڈا بازار (لاہور)
(۱۲) بھینی۔
(۱۳) چک جھمرہ ۱۱۷
(۱۴) وزیر آباد۔
(۱۵) حافظ آباد
(۱۶) کولوتارڑ۔
(۱۷) پنڈی بھٹیاں
(۱۸) جڑانوالہ۔
(۱۹) کھیوڑہ چک ۱۴۶۔
(۲۰) جھنگ۔
(۲۱) چنیوٹ۔
(۲۲) جھنگ مگھیانہ
(۲۳) خوشاب۔
(۲۴) شیخ پور
(۲۵) پنڈی بہاؤ الدین
(۲۶) پنڈ دادنخان۔
(۲۷) پشاور
(۲۸) نوشہرہ
(۲۹) مالاکنڈ
(۳۰) بستی مندرانی
(۳۱) لیہ (ملتان)
(۳۲) مظفر گڑھ
(۳۳) ملود۔
(۳۴) نابھہ
(۳۵) توپخانہ ملک
(۳۶) دہلی
(۳۷) حصار۔
(۳۸) کرنالی۔
(۳۹) منصوری۔
(۴۰) مرام پور۔
(۴۱) کلکتہ۔
(۴۲) بیرچک شاہ۔

خاکسار

(ناظر بیت المال۔ قادیان)

ہر قسم کی مردانہ کمزوریوں کا علاج

کنارسی رونس ہے

کنارسی رونس محنت کرنے والوں کی رفیق ہے کمزوری کی دوست اور بیماروں کی مددگار ہے اس سے صالح خون پیدا ہوتا ہے۔ دماغ کو طاقت اور حرارت عزیزی بڑھتی ہے۔ اس کے چند دن کے استعمال سے آپ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے اندر خاص تغیر پائیں گے مایوسی اور کاہلی دور ہو جائیگی۔ کام کرنے کو دل چاہے گا۔ اور دل میں فرحت اور سرور پیدا ہو گا اس دوا میں خوبی یہ ہے۔ کہ آج کل کی بازاری دواؤں کی طرح سر یا خون میں جوش پیدا کر کے اثر نہیں کرتی۔ بلکہ اندرونی غدودوں کے فعل کو ٹھیک کر کے صحت کو درست کرتی ہے اسلئے اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے بے وقت سفید ہونے والے بال رک جاتے ہیں۔ اور جسم کے مختلف اعضا کے افعال اس طرح درست ہو جاتے ہیں کہ ہر قسم کی مردانہ امراض جاتی رہتی ہیں عام اور خاص کمزوریوں والے لوگوں کو اس سے زیادہ فائدہ بخش دوائی ملنی مشکل ہے۔ قیمت فی شیشی ع۱ پیکنگ و ڈاک خرچ علاوہ
دلکشا ہیئر آئل بہترین تیل ہے۔ دانتوں کی حفاظت کے لئے دلکشا منجن بہترین منجن ہے۔

ہماری ادویہ کے متعلق بعض معززین کی رائے

سید عبد اللطیف صاحب چک قاضیاں ضلع گورداسپور۔ لاہور سے تحریر فرماتے ہیں۔ جناب مینیجر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:۔ آپ کے سرمہ نورانی کی ایک شیشی میں نے اپنے والد صاحب کی آنکھوں کے لئے خرید کی تھی جن کی عمر ۷۵ سال کے قریب ہے۔ اس نے میرے والد صاحب کی آنکھوں کو اس قدر فائدہ دیا ہے۔ کہ اب وہ رات کو بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آنکھوں سے پانی جاری رہتا تھا۔ اب بالکل بند ہو گیا۔ صاف طور پر کتب کا مطالعہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے استعمال کے بعد بلا تکلیف اب مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اور اب عینک کی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ تعالےٰ آپ کو جزائے خیر دیوے۔ کہ آپ نے ایسی مفید چیز ایجاد کی ہے۔

(۲) سید مسعود صاحب ہیڈ کانسٹیبل لاہور سے تحریر فرماتے ہیں۔
کہ میں نے دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان کی دوائی کنارسی رونس جب کہ میں پولیس ٹریننگ سکول پھلور میں تھا۔ استعمال کی رفع قبض اور تقویت اعصاب کے لئے نافع پایا۔

المشتہر
مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان ضلع گورداسپور

شربت فولاد

عورتوں کی بیماریاں متعلقہ رحم کمی ریزش حیض ناطاقتی اٹھرا اور ہسٹیریا کی بہترین دوا ہے

مکرمہ بنت ظہور الحق صاحب فاروقی مرحوم انسپکٹر ڈاکخانہ دو ڈمیں شاملی لکھتی ہیں۔ کہ میں نے تین بوتلیں شربت فولاد استعمال کی ہیں۔ شربت واقعی مفید اور امراض مستورات کی بہترین دوا ہے۔ اس لئے تین بوتلیں اور بھیجدیں مشکور ہونگی

قیمت فی شیشی بکپاس ماہ خوراک دو روپے
محصول ۸/

شائع کردہ حفیظ محمد عبد الکلیم قادیان

تجارت کرو اور فائدہ اٹھاؤ

عید پر اپنی اور اہل و عیال کی ضروریات پوشیدنی ارزاں قیمت میں پوری کرو!

کٹ پیس کا تازہ چالان جس میں نئے ڈیزائن۔ اعلیٰ اور عمدہ قسم کم خرچ بالانشین مال ہے۔ آگیا ہے۔ نرخ مقابلتاً ارزاں ہیں۔ ہماری پچاس روپیہ مالیت کی چھوٹی گانٹھ کے کٹ پیس میں آپ کے یکصد روپیہ کے پارچات تیار ہو سکیں گے۔ دکاندار اور بیوپاری دو صد روپیہ مالیت کی گانٹھ بطور نمونہ منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ کرایہ مال گاڑی بذمہ کمپنی ہوگا۔ زر چہارم ہمراہ آرڈر پیشگی آنا ضروری ہے۔ کل رقم پیشگی موصول ہونے پر ۱۲/۱ روپیہ حصہ فی صدی کمیشن ملے گا۔

تنخواہ یا کمیشن پر کام کرنے والے ایجنٹوں کی ہر مقام کے لئے ضرورت ہے۔ ارکہ ٹکٹ بھیج کر ہماری تازہ لسٹ اور قواعد طلب کریں۔

ملنے کا پتہ
امریکن کمرشل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱

اگر آپ انگریزی میں لائق بننا چاہتے ہیں

یا اپنے بچوں کو لائق بنانا چاہتے ہیں

تو آج ہی ایک کارڈ لکھ کر کتاب انگلش ٹیچر منگوا بھیجئے یہ کتاب انگریزی گرامر گفتگو ترجمہ اور خط و کتابت وغیرہ میں بہت جلد لائق بنا دیگی۔ اور امتحان میں کامیاب ہونے کا یقین کامل دلائے گی۔ دیکھئے جناب محمد حسین صاحب سیکنڈ حصار کیا فرماتے ہیں
میں نے جدید انگلش ٹیچر کو بچوں کے لئے نہایت مفید پایا ہے براہ کرم دو اور کتابیں بھیج کر ممنون فرمائیں۔

ایس گوپال سنگھ صاحب سلطان ونڈ امرتسر
میں انگریزی میں بہت کمزور تھا لیکن جدید انگلش ٹیچر کے طفیل میں انگریزی گرامر بہت اچھی طرح سیکھ گیا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ امتحان انٹرنس میں ضرور پاس ہو جاؤں گا

اگر یہ کتاب ایک لائق استاد کی طرح انگریزی نہ سکھائے تو قیمت واپس منگوالیں صفحات ۴۰۰ دوسرا ایڈیشن
قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

قمر برادرز (الف) شملہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

مسلمانوں کو مالی اور جسمانی ترقی کی ضرورت

اپنی جان و مال - عزت و آبرو - وقار اور عظمت کی حفاظت کرنا نہ صرف کسی دینی اور دنیوی ضابطہ کے رُو سے ناجائز نہیں بلکہ نہایت شریفانہ فعل سمجھا - اور انسانیت کا ضروری خاصہ خیال کیا جاتا ہے - وُہ لوگ اور وُہ قومیں جو ہر رنگ اور ہر پہلو سے اپنی حفاظت کا خیال رکھتی - اور اس کے لئے سامان مہیا کرتی ہیں - وُہ نہ صرف خود عزت و آبرو کی زندگی بسر کرتی ہیں - بلکہ اپنے ملک میں قیام امن اور انسداد شر کا موجب بھی ہوتی ہیں - کیونکہ ان کی وجہ سے ایسے لوگوں کو جو خواہ مخواہ دوسروں کے حقوق میں دست اندازی کرنے کا موقعہ ڈھونڈھتے رہتے - اور جن کے نزدیک دوسروں کی کمزوری اور بے سروسامانی ناقابل عفو گناہ ہوتا ہے - انہیں دست درازی کی جرأت نہیں ہوسکتی - وہ جانتے ہیں - کہ اگر ہم نے کوئی فتنہ برپا کیا - کسی پر ظلم و ستم کیا - کسی کے حقوق غصب کئے - تو اس کا خمیازہ بہت بُری طرح بھگتنا پڑے گا *

ہندوستان میں حالات جس سُرعت سے تغیر پذیر ہو رہے ہیں - اور جس رنگ میں انقلاب آ رہا ہے - اسے پیشِ نظر رکھتے ہُوئے یہ خطرہ بے جا نہیں - کہ جوں جوں موجودہ حکومت کا تسلط لوگوں کے دلوں سے اُٹھتا جائے گا - جوں جوں قانون کا احترام مٹتا جائے گا - جوں جوں خودسری اور بے باکی پیدا ہوتی جائیگی - (اور گاندھی جی کی تحریک یہی باتیں لوگوں کو سکھا رہی ہے) ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے گا - جو ملک کے امن و امان کے لئے ملک کے نظام کے لئے - ملک کی کمزور اور بے سروسامان قوموں کے لئے خطرہ اور مصیبت کا موجب ہیں - اور اگر انہیں یہ معلوم نہ ہُوا - کہ ملک ان کی فتنہ پردازیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے تیار ہے - اور ان کی شرارتوں کا انسداد کرنے کے سامان موجود ہیں - تو ان کے حوصلے بہت بڑھ جائیں گے - اور وُہ ملک کے امن کو کھلے بندوں چیلنج دے دیں گے *

اس میں کوئی شک نہیں - اور واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں - کہ اس وقت ہندوستان میں جو قوم سب سے زیادہ کمزور سب سے زیادہ پسماندہ - سب سے زیادہ پراگندہ اور سب سے زیادہ بے سروسامان ہے وُہ مسلمانوں کی قوم ہے - جو باوجود ہندوستان کی آبادی کا ۱/۴ ہونے کے سارے ملک میں اس طرح بکھری ہوئی ہے - کہ کئی ایک علاقوں میں وُہ آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں - اور جہاں اس کی تعداد دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ہے - وہاں بھی وُہ اس طرح دبی ہوئی ہے - کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں - وُہ زندگی کی ہر احتیاج میں دوسروں کی محتاج ہے - کوئی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے پراگندہ ہے اور بے سروسامانی کی وجہ سے نہایت بے کس اور کمزور ہے - اگر یہ حالت اسی طرح جاری رہی - اور اسکی اصلاح کی کوئی کوشش نہ کی گئی - تو نہایت خطرناک اور بے حد تباہ کُن نتائج کا رونما ہونا یقینی ہے - ضرورت ہے - کہ جس قدر جلد ممکن ہو - مسلمانوں میں اس بات کا احساس پیدا ہو - اور وُہ اپنی زندگی کے قیام - اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنی عزت اور وقار کے بچاؤ کے لئے - پوری جد و جہد کریں اس کے لئے سب سے اہم اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ مسلمان ہر قسم کی ضروریاتِ زندگی کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیں - ہر جگہ مسلمان اپنی دوکانیں کھولیں - اور تمام مسلمان انہی دوکانوں سے اشیاء خریدیں تاکہ مسلمانوں کی کمائی مسلمانوں کے پاس ہی جائے - اور ایک دوسرے سے تعاون کرنے کی وجہ سے ان کی مالی حالت مضبوط ہو - مسلمانانِ ہند کی فلاکت اور ادبار کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے - کہ وُہ جو کچھ کماتے ہیں - خواہ کسی پیشہ کے ذریعہ - خواہ زمینداری کے ذریعہ - خواہ ملازمت کے ذریعہ - اس کا بہت بڑا حصہ غیروں کے ہاں چلا جاتا ہے - جو کسی صورت میں واپس نہیں لوٹتا اور ظاہر ہے - کہ جو قوم دوسروں کے گھر بھرتی رہے - وُہ کبھی پنپ نہیں سکتی - پس مسلمانوں کو سب سے اول اپنی مالی حالت درست کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے - جس کی یہی صورت ہے - کہ وُہ تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف متوجہ ہوں - اور اس میں تمام ایک دوسرے سے تعاون کریں - یعنی مسلمانوں کی بنائی ہوئی اشیاء اور دوسری ضروریاتِ زندگی انہی سے خریدیں - اس کے ساتھ ہی انہیں اپنی جسمانی تربیت کا بھی پُورا پُورا انتظام کرنا چاہیئے - ہر جگہ ایک انتظام کے ماتحت ایسی ورزشی کھیلیں جاری کی جائیں جن سے صحت و تندرستی کو فائدہ پہنچے جسمانی کمزوری اور ناطاقتی دُور ہو - حوصلہ اور جُرأت پیدا ہو - برادرانِ وطن اس قسم کے انتظامات میں اس وقت تک بہت کچھ ترقی کر چکے ہیں ہر جگہ انکے اکھاڑے قائم ہیں - جہاں ورزش کی جاتی - اور طاقت بڑھائی جاتی ہے - ورزشی کھیلوں کے وسیع پیمانہ پر مقابلے کئے جاتے - اور جیتنے والوں میں انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں - لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے - کہ مسلمان اس طرف سے بالکل غافل ہیں - حالانکہ قدرت نے انہیں ایسے کاموں کے لئے نہایت موزون بنایا ہے - اور اسلام نے اس طرف بڑے زور سے ان کی توجہ مبذول کرائی ہے - پس ضروری ہے - کہ مسلمانوں نے اپنی صحت اور تندرستی کے متعلق اس وقت تک جو غفلت اور سستی اختیار کر رکھی ہے - اسے ترک کر دیں - اور جسمانی نشو و نما - جسمانی طاقت وغیرہ اور جسمانی اصلاح کے سامانوں کو استعمال میں لائیں - اگر وُہ اس طرف متوجہ ہوں - تو خدا کے فضل سے بہت جلد ترقی کر سکتے بلکہ دوسروں سے آگے بڑھ سکتے ہیں اس گئی گزری حالت میں بھی پچھلے دنوں جب کہ رضانہ امرت دھارا لاہور کی طرف سے مردانہ کھیلوں کے مقابلے ہوئے - تو باوجود اس کے کہ ان کا سارا انتظام ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا - پھر بھی انعام پانے والوں میں مسلمانوں کی کافی تعداد تھی - اور بعض شعبوں میں مسلمانوں کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی - اگر ہر جگہ مسلمان ورزشی کھیلوں کا باقاعدہ انتظام کریں - اور ایک مقررہ عمر تک کے تمام لوگوں کو ان میں حصہ لینے کی تحریک کریں - تو وُہ بہت جلد کافی ترقی کر سکتے ہیں - اپنے نوجوانوں کی گرتی ہوئی صحتوں کو فائدہ پہونچا سکتے ہیں - ان میں نئی اُمنگ اور نیا ولولہ پیدا کر سکتے ہیں - انہیں تندرست اور طاقتور بنا سکتے ہیں - اور جب تک وُہ یہ بات پیدا نہ کریں گے - اس وقت تک وُہ اپنی حفاظت کے قابل بھی نہ بن سکیں گے *

عام ورزشی کھیلوں کا انتظام کرنے کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے - کہ مردانہ کرتب بھی سیکھے جائیں - اور ان کے لئے جہاں تک حکومت کے قانون اور اجازت سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے - اُٹھایا جائے - مثلاً جن لوگوں کو اسلحہ رکھنے کی اجازت مل سکتی ہو - وُہ ضرور اسلحہ رکھیں اور ان کا چلانا سیکھیں - پنجاب کے بہت سے اضلاع میں ہر شخص کو تلوار رکھنے کی اجازت ہے - اس کے لئے کوئی لائسنس - اور کسی افسر کی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں - ہر شخص کو ضرور یہ چیز اپنے پاس رکھنی چاہیئے - اس قسم کی چیزوں سے نہ صرف حوصلہ اور جرأت بڑھتی ہے بلکہ یہ بہت سے خطرات کو روکنے کا بھی موجب ہوتی ہیں غرض یہ سب کچھ ہونا چاہیئے - اور ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے - کہ بہادری اور دلیری اس کا نام نہیں - کہ کسی کمزور و بے کس یا کسی مجبور و معذور کو کسی قسم کا نقصان پہونچایا جائے - اور بلاوجہ وحشت اور درندگی کا اظہار کیا جائے - یہ انسانیت سے قطعاً خلاف ہے - اور اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا - ہاں جب اپنی عزت و آبرو - ننگ و ناموس - مال و جان کی

حفاظت کا سوال پیش ہو۔ تو اس وقت پیٹھ دکھانا اپنے آپ کو انتہا کے درجہ سے گرانا ہے۔ مگر یہ فرض وُہی لوگ ادا کر سکتے ہیں۔ جن میں حوصلہ اور جرأت ہو۔ جن میں طاقت اور ہمّت ہو۔ اور جو ضروری سامان اپنے پاس رکھتے ہوں ؂

جماعت احمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کئی بار اس طرف توجہ دِلا چکے ہیں۔ اور نہایت زور دار الفاظ میں دِلا چکے ہیں۔ پس ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف خود اپنی جسمانی نشوونما جسمانی طاقت و ہمت اور مردانہ فنون میں مہارت پیدا کرے بلکہ دوسرے مُسلمانوں کو بھی اس طرف توجہ دلائے ؂

۲۷ مارچ کے خطبہ جمعہ کی اشاعت میں کیوں تاخیر ہُوئی

۱۶- اپریل کے الفضل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا جو خطبہ جمعہ شائع ہُوا ہے۔ اور جس میں آریوں کے اس نہایت دل آزار اور تکلیف دہ اتہام کا ذکر ہے۔ جو ان کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لیکھو کو سازش سے قتل کرانے کے متعلق لگایا جاتا ہے۔ آریہ اخبار ”پرکاش“ ۲۶ اپریل نے باصرار یہ سوال دریافت کیا ہے۔ کہ

”خطبہ پڑھا تو گیا ۲۷- مارچ کو۔ اسے ۱۶ اپریل سے پہلے الفضل میں اشاعت دینے کی آپ کو جرأت کیوں نہ ہوئی؟“

اور پھر لکھا ہے:-

”اس خطبہ کی اشاعت میں اس قدر تاخیر کی وجہ ایسی آسان ہے۔ کہ کسی معمولی عقل کے انسان کے لئے اس کا سمجھ جانا مشکل نہیں لیکن ہماری پیشگوئی ہے۔ کہ قادیانیوں کو اس کے اظہار کی ہرگز جرأت نہ ہوگی“

چونکہ خود ”پرکاش“ نے وُہ وجہ ظاہر نہیں کی جس کا اس کے نزدیک ”کسی معمولی عقل کے لئے سمجھ جانا مشکل نہیں“ اس لئے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کے دماغ نے کونسی وجہ گھڑی۔ اور کیوں اس نے اسے ظاہر کر کے اپنے معمولی عقل کا انسان ہونے کا ثبوت نہیں دیا۔ باقی رہی ہمارے متعلق اس کی پیشگوئی۔ وُہ ایسی ہی لغو ہے جیسی لیکھو کی بے ہودہ سرائی ثابت ہو چکی ہے۔ خطبہ کے اتنے دن بعد شائع ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ چونکہ یہ ایک نہایت اہم خطبہ تھا۔ اور اس میں ایسے امور کا ذکر تھا۔ جن کے بہت بڑے نتائج مترتب ہونے والے تھے۔ اس لئے الفضل نے ضروری سمجھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے اس کی نظر ثانی کرالے۔ تاکہ خطبہ قلم بند کرنے والا اگر قصورِ فہم کی وجہ سے کوئی بات صحیح الفاظ میں نہ لکھ سکا ہو۔ تو اس کی اصلاح ہو جائے اس غرض سے خطبہ قلمبند کر کے حضور کی خدمت میں پیش کر دیا گیا لیکن ان دنوں حضور چونکہ ایک نہایت اہم تصنیف میں مصروف تھے۔ جو سابق وائسرائے ہند کو بھیجی جانی تھی۔ اس لئے خطبہ ملاحظہ نہ فرما سکے۔ اس تصنیف کے ختم ہونے کے ساتھ ہی مجلس مشاورت میں پیش ہونے والے امور کی طرف حضور کو متوجہ ہونا پڑا۔ جو ۳-۴-۵- اپریل کو منعقد ہوئی۔ اور اس کے بعد بھی کئی دن تک حضور کو بے حد مصروفیت رہی۔ اس مصروفیت کے ہلکا ہونے کے بعد حضور نے نظر ثانی کر کے خطبہ عطا فرمایا۔ اور پھر الفضل میں درج کیا گیا ؂

یہ ہے اصل وجہ خطبہ کے اتنے دن بعد شائع ہونے کی اس سے خطبہ میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا آریوں کو چاہیئے۔ کہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور اپنی ان شرارتوں سے باز آجائیں۔ جو خواہ مخواہ فتنہ انگیزی کے لئے کرتے رہتے ہیں ؂

یوپی کی پولیس اور مُسلمان ملازمین

فسادات کانپور کی سرکاری تحقیقاتی کمیٹی کے روبرو اس وقت تک سرکاری اور غیر سرکاری اصحاب کی جو شہادتیں ہو چکی ہیں۔ ان سے ایک بات بالکل واضح ہو گئی ہے۔ اور وُہ یہ کہ پولیس نے فسادات کے دوران میں نہایت ہی غفلت اور لاپرواہی سے کام لیا۔ اس وجہ سے فسادات کی آگ کو بھڑکنے میں بے حد مدد ملی اس بارے میں حکومت کوئی کارروائی کرے گی۔ یا نہیں۔ اس کا پتہ تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کے تیار ہو جانے کے بعد لگ سکیگا اور اس وقت معلوم ہوگا۔ کہ پولیس کے جن ملازموں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔ ان سے کیا سلوک کیا گیا لیکن اتنا کہہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ صوبہ متحدہ کے محکمہ پولیس میں مسلمان ملازمین کی قلت جب تک دُور نہ ہوگی۔ اس وقت تک فرقہ وارانہ فسادات میں پولیس کا رویہ درست ہونا مشکل ہے ہمیں یاد ہے۔ پنجاب اور صُوبہ سرحد میں فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے جب ہندوؤں نے پولیس میں ہندوؤں کے اضافہ کا مطالبہ کیا تو حکومت نے بڑی فراخدلی سے اسے منظور کر لیا۔ اب کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ کہ یو۔ پی کے متعلق اسی قسم کا مسلمانوں کا مطالبہ پورا نہ کیا جائے۔ اور مسلمانوں کو محکمہ پولیس میں خصوصیت کے ساتھ بھرتی نہ کیا جائے ؂

پنجاب یونیورسٹی اور وزارت تعلیم پنجاب

اب کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات کے پرچوں کے متعلق جو شور و شر پیدا ہُوا ہے۔ اور جس طرح خود ذمہ دار حکام کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔ کہ بعض پرچے محفوظ نہیں رہ سکے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ پنجاب یونیورسٹی کے صیغہ انتظام میں کچھ ایسے لوگوں کو دخل حاصل ہے۔ جو یونیورسٹی کی سخت بدنامی کا موجب بن رہے ہیں گورنمنٹ پنجاب کو اس بارے میں پوری کوشش سے تحقیقات کرانی چاہیئے۔ اور جو نقائص ثابت ہوں۔ ان کا انسداد کرنا چاہیئے اگر لاہور کی میونسپلٹی کے نقائص کی تحقیقات کے لئے وزارت متعلقہ ایک خاص کمیشن مقرر کر سکتی ہے۔ تو یونیورسٹی کے انتظامات کی اصلاح کے لئے کیوں وزارت تعلیم کمیٹی قائم نہ کرلے۔ یونیورسٹی کے نقائص کا اثر تمام پنجاب پر پڑ رہا ہے۔ اور ان نوجوانوں کی زندگیوں پر پڑ رہا ہے۔ جو ملک کی نہایت قیمتی امانت اور ملک کی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ پس یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ ہم وزارتِ تعلیم پنجاب کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ پنجاب یونیورسٹی کے خلاف پبلک میں جو شکوک اور شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور جو روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ ان کے ازالہ کی طرف فوری توجہ کرے ؂

نیشنلسٹ مُسلمان اور ہندو

وُہ ہندو جو آئے دن حکومت پر یہ الزام عائد کرتے رہتے ہیں۔ کہ اس کا دل صاف نہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے وُہ مسلمانوں کے متعلق اپنے دل کی صفائی کا کوئی عمدہ نمونہ پیش نہیں کر رہے۔ ابھی کل کی بات ہے۔ گاندھی جی کے نزدیک ان چند ایک مسلمانوں کو جو جمہور مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر کانگریس کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے۔ اتنی وقعت حاصل تھی۔ کہ وُہ ان کے بغیر مفاہمت کی گفتگو کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ لیکن اب جبکہ انہی لوگوں نے یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ جس طرح انہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں کھڑا کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہندو قوم پرستوں کو بھی ہندو فرقہ پرستوں کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ تو انہیں کہا جا رہا ہے کہ تمہاری حقیقت ہی کیا۔ اور تمہیں مسلمانوں میں پوچھتا ہی کون ہے کہ تم ہندو قوم پرستوں کی پوزیشن میں اپنے آپ کو سمجھتے ہو؟ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جن مسلمانوں کو نیشنلسٹ اور قوم پرست کہا جاتا ہے۔ ان کی کوئی بات ماننے کے لئے بھی ہندو تیار نہیں۔ وُہ تو انہیں صرف اپنے مطلب کے لئے استعمال کرنا۔ اور مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں کاش مسلمان یہ بات سمجھیں۔ اور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے متحد ہو جائیں۔ اگر نیشنلسٹ مسلمانوں کی کانگریسیوں کی نظر میں کچھ بھی وقعت ہوتی تو وُہ ان کے اس صاف اور ضروری مطالبہ کی تحقیر نہ کرتے۔ کہ ہندو قوم پرستوں کو بھی ہندو فرقہ پرستوں کی مخالفانہ سرگرمیوں کا انسداد کرنا چاہیئے ہندو اپنے لئے سب کچھ جائز سمجھتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے میں سے ایک فریق ایسا بنا رکھا ہے جس کا کام ہی یہ ہے کہ وُہ مسلمانوں کے حقوق کے خلاف آواز اٹھاتا رہے۔ اور کانگریسی ہندو اس کا بہانہ بنا کر مسلمانوں کے مطالبات کو نظر انداز کرتے رہیں۔ ایسی صورت میں کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایسے فریق کے خلاف وُہ آواز اٹھائیں ؂

احمدیت پر اعتراضات کے جواب میں

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ نبوت نہیں کیا؟

مولوی محمد علی صاحب کی اپیل نمبر ۲ کا جواب

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی اپیل نمبر ۲ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالجات نقل کر کے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ آپ ہمیشہ محدثیت کا دعویٰ کیا۔ اور نبوت کے دعویٰ سے انکار کرتے رہے۔ ان میں سے اکثر تو ۱۹۰۱ء سے پہلے کے ہیں۔ اور مکتوب اخبار عام و حقیقۃ الوحی سے جو انہوں نے لکھے ہیں۔ وہ صاف طور پر ثابت کر رہے ہیں۔ کہ ایسی نبوت کا دعویٰ نہیں جس سے الگ قبلہ و کلمہ بنانا پڑتا ہے۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دینا پڑتا ہے پس وہ ہمارے ہرگز مخالف نہیں ہیں۔ باقی ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالوں کے متعلق ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض ایسی تحریرات پیش کر چکا ہوں۔ جن کا جواب نہ تو مولوی صاحب اس سے پہلے کبھی دے سکے ہیں۔ اور نہ ہی اب کچھ لکھنے کی زحمت گوارا فرمائی ہے۔ کیونکہ ان سے مسئلہ نبوت اور انکار نبوت کی حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ اب میں پھر لکھ دیتا ہوں۔ ممکن ہے مولوی صاحب یا کوئی اور صاحب غور فرمائیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۷)

مولوی محمد علی صاحب کی اپیل نمبر ۱ کے جواب میں بھی میں نے اس حوالہ کے متعلق لکھا تھا۔ کہ "آپ نے "ایک غلطی کا ازالہ" میں تشریح کر دی ہے کہ نبوت کے انکار سے میرا یہ مطلب تھا۔ کہ میرا شریعت والی نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ اس نبوت کا دعویٰ ہے۔ جو اس کے مقابل غیر تشریعی ہے" مولوی محمد علی صاحب کے پاس چونکہ اس کا کوئی ایسا جواب نہیں تھا۔ جس سے کم از کم ان کے ساتھی ہی تسلی پا سکتے۔ اس لئے اس کا جواب دیئے بغیر اس طرح پیچھا چھڑاتے ہیں کہ "اس نبوت کا دعویٰ ہے۔ جو اس کے مقابل غیر تشریعی ہے کے الفاظ اگر غلطی کے ازالہ میں نہیں ۔۔۔۔ تو آپ خود ہی انصاف فرمائیں۔ کہ اتنی بڑی تحریف پر ساری جماعت کی خاموشی مجرمانہ ہے یا نہیں؟" حالانکہ مولوی صاحب نے یہاں پر عمداً یا سہواً ایسی بات لکھ دی ہے۔ کہ جس سے صرف دھوکہ دینے کے سوا اور کوئی مطلب ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ میں نے یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ہرگز منسوب نہ کئے تھے۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ میں نے وہ عبارت کاموں (" ") میں نہیں لکھی تھی۔ لیکن مولوی صاحب کی جرأت دیکھئے۔ کہ میری طرف اپنے پاس سے ایک بات منسوب کر کے پھر اتنی بڑی تحریف کا الزام لگاتے ہیں۔ مولانا! کاش کہ آپ کے ساتھی ان چالوں کو سمجھیں اور غور کریں۔

ہاں جو مفہوم میں نے ایک غلطی کے ازالہ سے پیش کیا۔ وہ مندرجہ بالا حوالہ سے صاف طور پر عیاں ہے۔ کہ شریعت والی نبوت کا انکار اور اس کے مقابل غیر تشریعی نبوت کا اقرار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ کو اس کا جواب دینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی آئندہ ہو سکتی ہے۔

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۰ پر اس امر کو وضاحت سے بیان فرما دیا ہے۔ کہ مسئلہ نبوت کے بارہ میں اسی طرح تبدیلی کی ہے۔ جس طرح وفات و حیات عیسےٰ علیہ السلام میں تبدیلی کی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں "اسی طرح (حضرت عیسےٰ کو پہلے زندہ اور پھر فوت شدہ یقین کرنے کی طرح) اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

اس تحریر سے صاف طور پر سمجھ آ جاتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے نفس کو نبی قرار دینے کے متعلق یقیناً تبدیلی کی ہے پہلے چونکہ اپنے تئیں نبی قرار نہ دیتے تھے۔ اس لئے اپنی فضیلت کو جزئی فضیلت قرار دیتے اور فرماتے کہ غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت ہو سکتی ہے۔ لیکن جب اس عقیدہ پر قائم نہ رہے۔ اور اپنے تئیں تمام شان میں مسیح سے افضل قرار دیا۔ تو اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ خدا تعالیٰ کی متواتر وحی نے (جس میں بار بار رسول اور نبی کہہ کر پکارا گیا تھا۔ اور) جو بارش کی طرح تھی۔ مجھے اس عقیدہ پر قائم نہیں رہنے دیا۔ اور اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ اسی لئے میں نے لکھا تھا کہ "نبوت کے مفہوم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شروع سے ہی انکار نہیں کیا۔ ہاں نبوت کی تعریف اپنے پر صادق آنے کے باوجود ۱۹۰۱ء تک اپنے نبی ہونے کی تاویل فرماتے رہے۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے ثابت ہے"۔

چونکہ حضور کی اس تحریر کا مولوی محمد علی صاحب کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس لئے انہوں نے اسے چھوڑتے ہوئے مجھ پر سوال کیا ہے۔ کہ "اگر تاویل غلط تھی۔ تو حضرت صاحب کی یہ تحریر غلط ہوئی۔ کہ میں اپنی کتابوں میں ہمیشہ سے ایک ہی بات لکھتا رہا ہوں"۔

حالانکہ اس تاویل کو میں غلط نہیں کہتا۔ بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تاویل کو اسی طرح قرار دیا ہے۔ جس طرح باوجود الہام ہونے کے آپ نے حضرت عیسےٰ کو زندہ سمجھا۔ اور ان الہامات کی تاویل فرماتے رہے۔ باقی رہا مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ پھر حضور کی "یہ تحریر غلط ہوئی کہ میں اپنی کتابوں میں ہمیشہ سے ایک ہی بات لکھتا رہا ہوں" سو یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ حضرت اقدس نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ "میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں" تو یہ اس نبوت کے متعلق ہے۔ جس کی حضور نے آگے تشریح کر دی ہے۔ کہ "گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا" پس حضور اس قسم کے نبی ہونے کا ہمیشہ اور اپنی وفات تک انکار کرتے رہے۔ ہاں جو غیر تشریعی نبوت آپ کو عطا کی گئی تھی۔ اس کے مفہوم کا تو ہمیشہ اقرار کرتے رہے۔ لیکن ۱۹۰۱ء سے پہلے اس کا نام محدثیت جزئی نبوت اور ناقص نبوت رکھتے رہے۔ اور بعد میں اس کا نام نبوت رکھا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا کہ میں نبی نہیں ہوں۔ بلکہ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ پس مولانا! آپ کی یہ تحدی کہ "حضرت صاحب کی یہ تحریر کہ میں اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ ایک ہی بات لکھتا رہا ہوں اور میاں صاحب کی یہ تحریر کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے تمام حوالے منسوخ ہیں۔ قیامت تک ان میں تطبیق نہیں دی جا سکتی۔" سراسر باطل ہے یا نہیں؟ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہے۔ کہ "میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ اطلاع دیتا رہا ہوں" اس میں یہ وضاحت فرمائی ہے۔ کہ میں ہمیشہ تشریعی اور مستقلہ نبوت سے انکار کرتا رہا ہوں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے منسوخ ہیں۔ تو یہ اس نبوت کے متعلق ہے۔ جو تشریعی کے مقابل آپ میں غیر تشریعی اور غیر مستقلہ پائی جاتی تھی لیکن حضور اس کا نام محدثیت اور جزئی نبوت و ناقصہ نبوت رکھتے رہے۔ ایسے تمام حوالہ جات منسوخ ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے اسی کیفیت کا نام بعد میں نبی رکھا۔ اور محدث جزئی نبی اور ناقص نبی تحریر کرنا ترک کر دیا۔

آخر میں میں سہ بارہ اس امر کو واضح کر دیتا ہوں۔ کہ یہ بیشک صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ تشریعی اور مستقلہ نبوت سے انکار کرتے رہے اور غیر تشریعی اور غیر مستقلہ کا اقرار۔ لیکن ۱۹۰۱ء تک اس غیر تشریعی اور غیر مستقلہ نبوت کے مفہوم کا اقرار کرنے کے باوجود اس کا نام نبوت نہ رکھا۔ کیونکہ آپ اس وقت نبی کی تعریف یہ کرتے تھے۔ کہ وہ شریعت لانیوالا ہو یا مستقل براہ راست نبوت حاصل کرے یا بعض احکام سابقہ کو منسوخ کرے۔ لیکن بعد میں خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح وحی نے آپ پر واضح کر دیا۔ کہ نبی کی یہ شرائط نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مفہوم جس کا آپ اپنے متعلق اقرار کرتے رہے۔ لیکن اس کا نام نبوت نہ رکھا۔ وہی نبوت ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ پس جس مفہوم نبوت کا حضور ہمیشہ سے اقرار کرتے رہے اس کے حوالے منسوخ نہیں ہیں تا آپ کو یہ وہم گزرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تحریروں میں تناقض ہے۔ بلکہ جو ۱۹۰۱ء تک اس مفہوم کا نام غیر نبوت رکھتے رہے اس کے حوالے منسوخ ہیں۔ کیونکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں اس عقیدہ میں تبدیلی کا ذکر نہایت واضح اور صاف الفاظ میں فرما دیا ہے۔ (وما علینا الا البلاغ)

(خاکسار:- محمد یار مولوی فاضل قادیان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق انّی متوفّیک کا وعدہ

وفات مسیح کا مسئلہ یوں تو اتنا واضح ہو چکا ہے۔ کہ آج اللہ کے فضل سے احمدیوں کا ہر بچہ مخالفین کو اس پہلو میں شکست دینے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ اور غیر احمدی بھی اس مسئلہ پر بحث کرنا اپنی شکست کا یقینی باعث تصوّر کرتے ہیں۔ مگر بعض مسیح کے طالب وہی بوسیدہ اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ جن کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے چنانچہ حال ہی میں "الکلام الفصیح" کے مصنف نے آیت کریمہ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا پیش کرکے اپنے زعم میں اس زبردست استدلال کو توڑنے کی سعی ناکام کی ہے۔ جو حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت کرنے کے لئے ہماری طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے چار وعدے کئے ہیں۔ پہلا وعدہ انی متوفیک ہے۔ دوسرا وعدہ ہے۔ ورافعک الیّ۔ تیسرا وعدہ ہے۔ ومطہرک من الذین کفروا۔ اور چوتھا وعدہ ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ گویا موت رفع تطہیر اور غلبے کے وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دئے گئے ہیں۔ اب دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ ان وعدوں میں سے خدا تعالیٰ نے کونسا وعدہ پورا بھی کیا ہے۔ یا نہیں۔ غیر احمدی کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع آسمانی ہو چکا ہے۔ اس طرح رفع کا وعدہ پورا ہو گیا۔ یہود نے جو بدترین اتہامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ پر لگائے تھے۔ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ان کو دور کرکے تطہیر کا وعدہ بھی پورا کر دیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کو مخالفین پر غلبہ دینے کا وعدہ بھی پورا ہو گیا۔ اور عیسائیوں کو یہود پر بہت بڑا غلبہ حاصل ہوا ہم پوچھتے ہیں۔ جب تین وعدے پورے ہو چکے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ انی متوفیک والا وعدہ پورا نہیں ہوا۔ حالانکہ اس کا سب سے پہلے ذکر کیا گیا تھا۔ اول تو کوئی انسان جو قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کرتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان وعدوں کے پورا کرنے میں تقدیم و تاخیر کی گئی ہے لیکن اگر اسے فرض بھی کر لیا جائے۔ تو یہ مطلب ہوگا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن جبکہ اوّلین و آخرین زندہ کئے جائیں گے وفات پائیں گے کیونکہ یہ بالبداہت غلط ہے۔ اس آیت کا درست اور صحیح مطلب یہی ہے۔ کہ خدا نے جس ترتیب سے وعدے دئے اسی ترتیب سے انہیں پورا بھی کیا۔ اور یہی ان کی طبعی ترتیب ہے۔ الکلام الفصیح کے مصنف کو انی متوفیک کے وعدے کے اپنی ترتیب کے لحاظ سے پورا ہونے پر یہ اعتراض ہے۔ کہ

"انی متوفیک سے موت کے معنی بغیر تقدیم و تاخیر کے لئے گئے تو مناسب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلّی دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ موت کی خبر دینے سے کسی کو تسلّی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر کسی کے دوست کو اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاکت کا خوف ہو۔ اور وہ شخص اپنے دوست سے کہے کہ تم مت گھبراؤ۔ میں تم کو مار کر تمہاری روح کو اپنے پاس بلند کروں گا۔ تو یہی بات کہنے سے اس کو کیسے تسلّی ہو سکتی ہے۔ بلکہ پریشانی اور بھی بڑھ جائے گی"۔

لیکن یہ مثال اس جگہ قطعاً چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول تو ایک دوست کا دوسرے دوست کو مارنا انسانیت کے قطعاً خلاف ہے۔ اور کسی انسان کو قطعاً یہ حق نہیں۔ کہ کسی دوسرے انسان کو بطور خود قتل کرے۔ کجا یہ کہ ایک دوست دوسرے دوست کو مار دے۔ لیکن خدا تعالیٰ خالق اور مالک ہونے کی وجہ سے حق رکھتا ہے۔ کہ جب چاہے۔ کسی انسان پر موت وارد کر دے۔ اور اس کی طرف سے موت کا وارد ہونا خدا تعالیٰ کے نبی تو الگ رہے۔ معمولی درجہ کے نیک اور خدا رسیدہ بندوں کے لئے بھی پریشانی کا موجب نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ بڑی خوشی اور مسرت کی چیز ہوتی ہے۔ اگر ایک انسان دوسرے انسان سے یہ کہے۔ کہ میں تجھے مار ڈالوں گا۔ تو بے شک اس خبر سے اسے تسلّی نہیں حاصل ہوگی۔ لیکن اگر خدا اپنے کسی بندے کو اطلاع دے۔ کہ میں تجھ پر موت وارد کروں گا تو یہ اس کے لئے حد درجہ مسرت ہوگی۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے دشمنوں کی طرف سے ہلاکت کا خطرہ ہوا اور انہوں نے اپنے خالق و مالک سے حفاظت چاہی۔ تو اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں یہ وعدہ ملنا۔ کہ تم مت گھبراؤ میں تم کو وفات دیکر تمہاری روح کو اپنے پاس بلند کروں گا۔ ان کے لئے پریشانی کا نہیں۔ بلکہ بہت بڑی تسلّی اور اطمینان کا موجب تھا۔ کیونکہ اس وعدہ میں انہیں یہ بتایا گیا۔ کہ کسی دشمن اور منافق کے ہاتھوں تمہاری موت نہ ہوگی۔ وہ تمہارے خلاف اپنے تمام منصوبوں میں ناکام و نامراد رہیں گے۔ تم پر طبعی موت وارد ہوگی۔

پس خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ پوری تسلّی کا موجب ہوا نہ کہ اس سے پریشانی بڑھ گئی۔

دوسرے اگر خدا تعالیٰ کے اس وقت جبکہ یہود حضرت عیسیٰ کو صلیب پر لٹکا کر مارنا چاہتے تھے یہ کہنے سے ان کی پریشانی اور بڑھ سکتی تھی۔ کہ یہ تمہیں مار نہیں سکتے۔ میں ہی تمہاری روح قبض کروں گا۔ اور موت دینے کی خبر سے ان کو تسلّی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ تو پھر آسمان پر اٹھائے جانے سے انہیں موت کے متعلق کیونکر تسلّی ہوگی۔ کیا آسمان پر اٹھاتے وقت خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے پہلے وعدہ کے خلاف یہ بھی کہہ دیا تھا۔ کہ میں تمہیں کبھی نہیں ماروں گا۔ بلکہ ہمیشہ زندہ رکھوں گا۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر آسمان پر اٹھائے جانے سے انہیں کیونکر اطمینان حاصل ہوگیا۔ جبکہ انی متوفیک کے الفاظ ان کے کان میں گونج رہے تھے۔ اور بتا رہے تھے۔ کہ آج نہیں تو پھر وہ وقت ضرور آنے والا ہے۔ جبکہ یہی دوست جو اس وقت مجھے آسمان پر لے چلا ہے۔ مار یگا۔

تیسرے۔ دنیا کا کوئی انسان خواہ کسی کا کتنا مخلص دوست ہو اسے قطعاً یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں تم کو مار کر تمہاری روح کو اپنے پاس بلند کروں گا۔ کیونکہ روح تک کسی انسان کی دسترس ہی نہیں۔ یہ کہنا صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ وہی اپنے پیارے بندوں سے یہ کہہ سکتا ہے۔

پس معترض نے جو مثال پیش کی ہے۔ وہ قطعاً غلط اور سراسر جہالت پر اور دور از عقل و فکر ہے۔ دراصل یہودیوں کا منشا یہ تھا۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکائیں اور صلیبی موت سے ہلاک کرکے انہیں (نعوذ باللہ) تورات کے مطابق ملعون ثابت کریں۔ کیونکہ ان کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ کہ وہ شخص جو صلیب پر لٹک کر مرے۔ وہ لعنتی موت مرتا ہے۔ پس اسبات کو پورا کرنے کے لئے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا کر مارنا چاہتے تھے۔

پس یہود کی تو ابتدا سے یہی کوشش رہی۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر مار کر ان کی موت لعنتی ثابت کریں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب ان کا یہ منصوبہ دیکھا۔ ادھر اپنی کمزوری اور بے کسی نظر آئی۔ تو وہ بارگاہِ ایزدی میں گرے۔ اور دعا کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے انہیں وعدہ دیا۔ کہ اے عیسیٰ! تو ان شریروں کی شرارتوں سے مت گھبرا۔ یہ تجھے قطعاً قتل نہیں کر سکتے بلکہ انی متوفیک جس طرح عام انسان اپنی طبعی موت سے مرتے ہیں۔ اسی طرح تیری روح بھی قبض ہو گی۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ ان حالات میں نہایت خوش کن اور اطمینان دہ وعدہ ہے۔ اس سے پریشانی بڑھتی نہیں۔ بلکہ گھٹتی ہے۔ کیونکہ موت تو آخر ایک نہ ایک وقت آئے گی۔ اگر وہ ایسی حالت میں آئے جب خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہو۔ تو اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پیاروں کے لئے موت کیا ہے وہ ایک دروازہ ہے۔ خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا۔ پھر یہ پریشانی کا موجب کیونکر ہو سکتی ہے۔ بہر حال اس جواب سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ بلکہ آیت کی صاحت موت ثابت کر رہی ہے۔ معترض نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور اس کے فرستادہ تھے۔ اپنے اوپر قیاس کیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ جس طرح موت کا خیال کرکے اسے پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ اور دنیا کا کیڑا ہونے کی وجہ سے وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ کبھی اس پر موت نہ آئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام موت کے نام سے گھبرا گئے ہوں گے۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جس بات سے تشویش پیدا ہوئی۔ وہ صرف یہ تھی۔ کہ منکرین انہیں صلیب پر لٹکا کر مارنا چاہتے تھے اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے انہیں تسلی دے دی۔ اور فرما دیا۔ کہ یہ لوگ تجھ پر کبھی غالب نہ آئیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ باوجود ظاہری لحاظ سے پورا پورا غلبہ اور تصرف رکھنے کے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے ہاتھوں سے بچا کر اسی دنیا میں طبعی عمر تک پہنچا دیا۔

تاریخ اسلام

رسول کریم کی ولادت اور زمانہ طفولیت

بیت اللہ پر اصحاب الفیل کے حملہ سے کچھ عرصہ قبل عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی یثرب میں قریش کے ایک معزز گھرانے کی لڑکی آمنہ بنت وہب سے کی مگر شادی سے تھوڑا ہی عرصہ بعد عبداللہ جب تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ تو بیمار ہو گئے اور یثرب میں ٹھہر گئے۔ جہاں آپ کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کے وقت آمنہ حاملہ تھیں۔ انہیں اپنے شوہر کی وفات سے جس قدر صدمہ ہوا۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اس میں زیادہ شدت اس وجہ سے پیدا ہو گئی۔ کہ نئی نئی شادی کی وجہ سے وہ غم والم کا پوری طرح اظہار نہ کر سکتی تھیں ایسے وقت میں خدا تعالےٰ نے ان کی تسلی اور دلبستگی کا یہ سامان کیا۔ کہ انہوں نے خواب میں دیکھا۔ میرے اندر سے ایک چمکتا ہوا نور نکلا ہے جو دور دراز ممالک میں پھیل گیا ہے۔ آخر وہ مبارک گھڑی آئی جب دنیا کی ظلمت کو دور کرنے کے لئے نیر رسالت کا طلوع ہوا یعنی واقعہ اصحاب الفیل کے پورے پچپن روز بعد ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء بوقت صبح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ عبدالمطلب ولادت کی خبر پاتے ہی خوشی خوشی گھر آئے۔ کیونکہ یہ آپ کے اس فرزند کا بچہ تھا۔ جو انہیں داغ مفارقت دے گیا تھا۔ اور جس سے انہیں سب اولاد سے زیادہ محبت تھی۔ اور بچہ کو ہاتھوں میں اٹھا کر بیت اللہ میں لے گئے۔ اور وہیں آپ کا نام محمدؐ رکھا۔

آپ کی پیدائش کے متعلق بہت عجیب و غریب واقعات مشہور ہیں۔ مثلاً یہ کہ چشمہ ساوہ یکلخت خشک ہو گیا۔ ایران کا آتشکدہ جو صدیوں سے روشن چلا آتا تھا۔ یکدم سرد ہو گیا۔ ایوان کسریٰ میں سخت زلزلہ آیا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اس وقت ایسا ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور پُرنور کے بعد یقیناً ایسا ہی ہو گیا۔ ایران سے آتش پرستی مٹ گئی۔ اور اسلام پھیل گیا۔ مسلمانوں کی سطوت کے سامنے کسریٰ کی شوکت کا مینار گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور عوام کو گمراہ کرنے کے لئے لوگوں نے جو آتشکدے بنائے ہوئے تھے۔ ان کی حقیقت ظاہر ہو گئی۔

ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدائشی مختون تھے۔ شرفاء مکہ کے دستور کے مطابق آپ کی رضاعت بنی سعد کی ایک خاتون حلیمہ کے سپرد ہوئی۔ جو سال میں دو بار آپ کو مکہ میں لاتی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ کو دکھا کر واپس لے جاتی تھی۔ دو سال کے بعد وہ آپ کو واپس کرنے کے لئے آئی۔ مگر آمنہ نے کہا۔ چونکہ مکہ کی آب و ہوا ٹھیک نہیں۔ اس لئے ابھی کچھ عرصہ اور اپنے پاس رکھو۔ چنانچہ آپ قریباً پانچ سال کی عمر تک حلیمہ کے پاس رہے۔ اور بنو سعد میں پرورش پاتے رہے۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے۔ ایک دفعہ آپ حلیمہ کے بچوں کے ساتھ جنگل میں کھیل رہے تھے۔ کہ اچانک دو سفید پوش آدمی آئے۔ اور انہوں نے آپ کو زمین پر لٹا کر آپ کا پیٹ چاک کر دیا۔ دوسرے لڑکے یہ نظارہ دیکھ کر بھاگ گئے۔ اور جا کر حلیمہ کو اطلاع دی۔ وہ اپنے خاوند کے ساتھ آئی۔ اور آپ کو خوفزدہ حالت میں کھڑے دیکھا یا جرا دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ کوئی چیز میرے سینہ میں تلاش کرتے تھے مگر اس واقعہ کو بھی اصلیت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ انشقاق صدر اور خون وغیرہ کے نشانات و علامات کوئی نہیں دیکھے گئے۔ اور اس کے لئے پسند روایت بھی بلند پایہ نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک کشفی نظارہ کہا جا سکتا ہے۔ اور ایسا ممکن ہے۔ کہ کشفی نظارہ میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو جائیں۔ لکھا ہے۔ کہ اس واقعہ سے حلیمہ خوفزدہ ہو کر آپ کو مکہ میں چھوڑ گئی۔ اور آپ اپنی والدہ کے پاس رہنے لگے۔ آپ کی عمر چھ برس کی تھی۔ کہ آپ کی والدہ آپ کو اور ایک لونڈی ام ایمن کو ساتھ لے کر اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لئے یثرب گئیں اور قریباً ایک ماہ تک وہاں رہیں۔ مگر واپسی پر راستہ میں بیمار ہو گئیں اور غریب الوطنی کی حالت میں مقام ابوا میں انتقال کیا۔ اور وہیں دفن ہوئیں۔ آپ ام ایمن کے ساتھ مکہ پہنچے۔ اور عبدالمطلب نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ عبدالمطلب کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ ہمیشہ ساتھ رکھتے حتیٰ کہ طواف کعبہ کے وقت بھی آپ کو کندھوں پر اٹھائے رکھتے۔ عبدالمطلب صحن کعبہ میں فرش بچھا کر بیٹھتے تھے۔ اور کسی کی حتیٰ کہ آپ کے اپنے لڑکوں کی بھی مجال نہ تھی۔ کہ برابر بیٹھ سکیں۔ سب پرے ہٹ کر بیٹھتے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے ساتھ فرش پر بیٹھتے ایسی شفقت و محبت سے آپ کی پرورش ہو رہی تھی۔ کہ جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو عبدالمطلب نے بھی ایک سو بیس برس کی عمر میں انتقال کیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یوں تو کئی چچا تھے۔ مگر آپ کے والد اور ابو طالب ایک ہی ماں سے تھے۔ وفات سے قبل عبدالمطلب نے آپ کی کفالت و پرورش ابو طالب کے سپرد کی۔ اور تاکید کی۔ کہ آپ کا ہر طرح خیال رکھے۔ ابو طالب نے اپنی اولاد سے بڑھ کر آپ کا خیال رکھا اور ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے۔ حتیٰ کہ رات کے وقت بھی اپنے ساتھ سُلاتے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر بارہ سال کی تھی کہ ابو طالب کو تجارت کے سلسلہ میں شام کی طرف جانا پڑا۔ راستہ کی تکالیف کی وجہ سے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں ہی چھوڑ جانا چاہتے تھے۔ مگر آپ کے اصرار پر آخرکار انہیں ساتھ لے جانا پڑا۔ لکھا ہے جب یہ قافلہ شام کے جنوب میں واقعہ ایک شہر بصریٰ نام میں پہنچا۔ تو وہاں ایک عیسائی راہب جس کا نام بحیرا تھا۔ اور جو الٰہی نوشتوں میں پڑھ چکا تھا۔ کہ ایک عظیم الشان نبی ظاہر ہونے والا ہے۔ جس کی کچھ علامات بھی اسے معلوم تھیں۔ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے قیافہ سے پہچان لیا۔ اور ابو طالب سے کہا۔ اہل کتاب کی دشمنی سے ان کی حفاظت کی جائے۔

اگرچہ عبدالمطلب اور ابو طالب دونوں نے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی۔ مگر آپ کی تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہ کی گئی۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اس زمانہ میں اہل عرب میں نوشت و خواند کا کوئی رواج نہ تھا۔ اور عرب کے سردار اور رؤسا بھی عوام الناس کی طرح ان پڑھ اور جاہل ہی ہوتے تھے۔ مگر ان حالات کے علاوہ آپ کا ان پڑھ رہنا بھی قدرت کے خاص تصرف کے ماتحت تھا۔ کیونکہ اگر علوم متداولہ میں آپ دسترس حاصل کر لیتے۔ تو آپ کے عرفان الٰہی اور علم لدنی پر شک کرنے کی ایک وجہ پیدا ہو جاتی۔ سفر شام کی واپسی کے بعد رواج اہل عرب کے مطابق آپ کو بھی کبھی کبھی بکریاں چرانا پڑیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں عرب میں بچوں سے مویشی چرانے کا کام ہی لیا جاتا تھا۔

اسی زمانہ کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ ایک رات آپ نے اپنے ایک ساتھی سے جو آپ کے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا فرمایا۔ ذرا میری بکریوں کا خیال رکھنا۔ میں شہر میں جا کر لوگوں کی مجلس دیکھ آؤں۔ اس وقت دستور تھا۔ کہ لوگ کسی کے مکان پر جمع ہو کر شعر و اشعار پڑھتے۔ اور کہانیاں وغیرہ سنتے سناتے تھے۔ اور اسی مشغلہ میں بعض اوقات ساری ساری رات گزار دیتے تھے۔ بچپن کے دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسی مجلس کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اور آپ ایسی ایک مجلس میں گئے۔ مگر جاتے ہی سو گئے۔ اور صبح تک سوتے رہے۔ اسی طرح ایک دفعہ اور بھی آپ کو ایسا خیال آیا۔ مگر پھر بھی قدرت نے آپ کو اس میں شامل ہونیکا موقعہ نہ دیا۔ چنانچہ بعثت کے بعد آپ نے کئی دفعہ فرمایا۔ کہ ساری عمر میں میں نے دو دفعہ فضول مجلسوں میں شامل ہونیکا ارادہ کیا۔ مگر دونوں دفعہ روک دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی تربیت اور پرورش خاص منشاء الٰہی کے ماتحت ہو رہی تھی اور آپ کو تمام ایسی باتوں سے محفوظ رکھا جا رہا تھا۔ جو انسانی اخلاق و عادات پر کوئی معمولی سے معمولی ناگوار اثر بھی پیدا کر سکتی تھیں:

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق ابن ہشام نے ایک روایت ابن اسحاق کی لکھی ہے۔ کہ جب حضور کی ولادت ہوئی۔ تو میں اس وقت سات آٹھ سال کا تھا۔ اور بات اچھی طرح سمجھ سکتا تھا۔ ایک یہودی نے مدینہ کے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر اپنی قوم کو زور زور سے آوازیں دیکر جمع کیا اور جب لوگ آ گئے۔ تو اس نے کہا۔ آج کی رات وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔ جو نبی آخر زمان کی ولادت کا نشان ہے۔

غیر مذاہب پر اعتراضات

ویدک ایشور کا حلیہ

دنیا کے ہر مذہبی انسان کے لئے عقیدۃً اس بات کا قائل ہونا ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہر نقص اور عیوب سے منزہ ہے وہ ہر قسم کی احتیاجوں سے پاک ہے۔ اور وہ اپنی صفات میں کلیتہً بے نظیر ہے۔ کوئی چیز اُس کے مشابہ نہیں۔ وہ دیکھتا ہے۔ مگر بغیر اس قسم کی آنکھوں کے۔ جو اس نے اپنی مخلوق کو عطا کیں۔ وہ سُنتا ہے۔ مگر بغیر ان کانوں کے جو اس نے ہر جاندار کو بخشے۔ وہ خالق ہے۔ مگر بغیر کسی قسم کے مادہ کی احتیاج کے۔ اس کی قدرتیں بے انتہا ہیں۔ اور اس کی طاقتیں لامحدود ہیں۔ قرآن مجید نے لیس کمثلہ شیءٌ کہہ کر اس کے ہر رنگ ہر پہلو اور ہر لحاظ سے بے مثل ہونے پر روشنی ڈالی ہے۔ اور یہ ایسی صاف اور واضح بات ہے۔ کہ کسی کو اس میں کلام نہیں ہو سکتا۔ لیکن نہایت حیرت کا مقام ہے۔ کہ اسلام کے سوا دیگر مذاہب میں خدا تعالیٰ کو جس رنگ جس شکل اور جن صفات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ ان کے رو سے وہ بے مثل ثابت نہیں ہوتا۔ نہ کمزوریوں سے منزہ قرار پاتا ہے۔ بلکہ وہ بھی ایک قسم کی مخلوق ہی نظر آتا ہے۔ گو دنیا کی مخلوق سے عجیب و غریب۔ مثلاً ویدوں میں لکھا ہے

"براہمنوا سیہ مکھم آسیت باہو راجنیہ کرتہ اُرو تدسیہ یدویشیہ پدبھیام شودرو" (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰ منتر ۱۲)

یعنی برہمن ایشور کا منہ تھا۔ دونوں بازوؤں سے کھشتری بنایا گیا۔ دونوں رانوں سے ویش اور پاؤں سے شودر پیدا ہوا۔

اس کی مزید تشریح منوسمرتی میں بایں الفاظ کی گئی ہے۔

"لوکانام تو دورد ہی ارتھم مکھ باہو آپارتہ۔ براہمنم کھشتریم ویشیم شودرنچ نرورتیت" (منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۳۱)

یعنی دنیا کی ترقی کے لئے ایشور نے اپنے منہ بازو۔ رانوں اور پاؤں سے براہمن کھشتری ویش اور شودر بنائے (ترجمہ منوسمرتی پروفیسر راجارام صـ۲۵)

ان حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ ویدک ایشور اسی طرح مُنہ۔ باز[و]۔ رانیں اور پاؤں رکھتا ہے۔ جس طرح ایک انسان ایک منہ۔ دو بازو۔ دو رانیں۔ اور دو پاؤں رکھتا ہے۔ ہاں انسان اور ایشور کے ان اعضاء میں یہ فرق ہے۔ کہ ایشور نے منہ سے برہمن بازوؤں سے کھشتری رانوں سے ویش اور پاؤں سے شودر پیدا کئے۔ مگر انسانوں کے یہ قوی اس طرح پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

قطع نظر اس سے کہ ایشور کا اس طرح مجسم ہونا۔ اور پھر اس کے ہر اعضاء کا پیدا کرنے کی خاصیت رکھنا کہاں تک ایشور کی شان کے شایاں اور عقل انسانی کے احاطہ میں آنے والی بات ہے سوال یہ ہے۔ کہ جب برہمن ایشور کے منہ سے کھشتری اس کے دونوں بازوؤں سے ویش اس کی رانوں سے اور شودر اس کے پاؤں سے پیدا ہوئے۔ تو دنیا کی وہ تمام کی تمام مخلوق جو ان چاروں ورنوں میں شامل نہیں۔ کہاں سے پیدا ہوئی۔ اسی طرح باقی مخلوق جس میں ہر قسم کے حیوانات اور نباتات وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی پیدائش کے متعلق ویدوں کا کیا ارشاد ہے۔ کیا ویدوں کو ایشوری گیان اور تمام دنیا کی ہدایت کا ذریعہ قرار دینے والے آریہ صاحبان اس بارے میں ہماری راہ نمائی کریں گے۔ اور کوئی ایسا منتر پیش کریں گے۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ ہندو مذہب کے چاروں ورنوں کے سوا باقی تمام لوگ کیونکر پیدا ہوئے۔

اوپر رگوید کا جو منتر پیش کیا گیا ہے۔ اس میں جہاں ایشور کے دو بازوؤں اور دو رانوں کا ذکر ہے۔ وہاں پاؤں کے متعلق نہیں بتایا گیا۔ کہ وہ کتنے ہیں۔ اس کا پتہ ایک دوسرے منتر سے لگتا ہے جو یہ ہے۔

"ایناد انسیہ مہی ماتو جیایانشچ پرشہ پادو اسیا وشوا بھوتانی تری پادسیہ آمرتم دوی" (یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر ۳)

یعنی پرماتما لا انتہا عظمت والا ہے۔ وہ سب سے بڑا ہے اس کا ثبوت کیا ہے۔ یہ کہ اس کے ایک پاؤں میں تو کل کائنات ہے۔ اور تین پاؤں اس لاثانی ایشور کے دیو لوک میں ہیں۔

گویا ویدک ایشور کے چار پاؤں ہیں۔ جن میں سے ایک پاؤں میں کل کائنات ہے۔ اور باقی کے تین چونکہ اس دنیا میں سما نہیں سکتے۔ اس لئے وہ دیو لوک میں ہیں۔ بیشک اس سے یہ تو ظاہر ہو گیا۔ کہ ویدک ایشور جسمانی لحاظ سے "سب سے بڑا" ہے۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ اتنا بڑا ہونے سے موجودہ دنیا اور اہل دنیا کو کیا فائدہ ہوا۔

بہر حال ویدک ایشور کی جسامت اس کے اعضاء اور اس کی بڑائی کا پتہ مل گیا لیکن اتنا ہی کافی نہیں۔ کیونکہ یہ اعضاء اس وقت تک کوئی کام نہیں دے سکتے۔ جب تک وہ اعضاء بھی نہ ہوں۔ جو زندگی کا موجب ہیں ان کا ثبوت حسب ذیل منتر میں موجود ہے۔ (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰ منتر ۱۳) یہ ہے۔

"چندر اما منسو جاتش چکھشوہ سوریو اجایت مکھاد اندر یشچ اگنشچ پراناد وایورا جایت"

یعنے چاند دل سے پیدا ہوا۔ آنکھ سے سورج پیدا ہوا منہ سے اندر و آگ۔ اور سانس سے ہوا پیدا ہوئی۔

گویا ایشور کا دل بھی ہے۔ وہ آلات تنفس بھی رکھتا ہے۔ اور سانس لیتا ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے نہ صرف ویدک ایشور کا انسان کی طرح مجسم ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی کے لئے انسانوں کی طرح ہی دوسری چیزوں کا محتاج ہے۔

یہ ہے۔ ویدک ایشور کا حلیہ جو ویدوں میں پایا جاتا ہے۔ اور چونکہ یہ ایک مجسم چیز کی علامات ہیں اس لئے بالفاظ رشی دیانند "عالم کل وغیرہ ہونے کی صفتیں بھی ایشور کی طرف منسوب نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ محدود چیز ہیں صفات افعال اور عادات بھی محدود رہتے ہیں۔ نیز سردی۔ گرمی۔ بھوک پیاس۔ نقص امراض اور کانٹے چبھانے وغیرہ سے آزاد نہیں ہو سکتا" (ستیارتھ پرکاش ۷ باب)

اس کے ساتھ ہی ویدوں کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ اور آریوں کے خود تجویز کردہ اس اصل کے ماتحت ہو گیا۔ کہ ایشوری گیان کے لئے ضروری ہے۔ اس میں ایشور کے بارے میں اعلیٰ سے اعلیٰ بیان ہو اس میں قانون قدرت اور عقل کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ جو کتاب ایشور کو مجسم قرار دیتی۔ جو اسے دوسری چیزوں کی محتاج ٹھہراتی ہو اس میں اس قسم کی کمزوریاں اور نقائص بتاتی ہے۔ جو انسانوں کا خاصہ ہیں۔ وہ قطعاً ایشوری گیان نہیں ہو سکتی۔

آریہ صاحبان ویدوں کے اس قسم کے منتروں کے متعلق جن کی وجہ سے ویدک دھرم پر ناقابل تردید اعتراضات وارد ہوتے ہیں یہ کہہ دیا کرتے تھے۔ کہ ان کے ارتھ درست نہیں لئے جاتے۔ اور پھر دور از عقل و فکر تاویلیں کر کے کچھ کا کچھ مطلب بیان کیا کرتے ہیں اگرچہ ان کی یہ سعی بھی سامان مضحکہ پیدا کرنے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں پیدا کرتی۔ لیکن ہم بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس مضمون میں جو منتر پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے ارتھ کسی عیسائی یا کسی سناتنی کے بیان کردہ پیش نہیں کئے گئے۔ بلکہ وہ ہیں۔ جو موجودہ زمانہ کے ایک آریہ وِدوان نے شائع کئے ہیں۔ جن کا نام پنڈت راجارام ہے اور جو ڈی۔ اے۔ وی کالج لاہور کے پروفیسر ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو ان کی کتاب ویدا اپدیش حصہ دوم کا صفحہ ۶۲-۶۳ دیکھ لے۔

پس وید منتروں کا جو مطلب اوپر بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ وہ آریوں کا خود تسلیم کردہ ہے۔ اس لئے اس کا انکار کرنا۔ ان کے لئے ممکن نہیں۔ اور نہ وہ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو سکتے ہیں۔ کہ وید منتروں کا صحیح مطلب نہیں پیش کیا گیا۔ اگر ان منتروں کا کوئی اور مفہوم ہو سکتا۔ تو یقیناً پروفیسر راجارام صاحب وہی پیش کرتے۔ اور ایسی باتیں لکھ کر ویدوں کو نشانہ اعتراضات نہ بننے دیتے مگر ان کا یہ مفہوم بیان کرنا۔ بتاتا ہے۔ کہ ان منتروں کا صحیح مفہوم وہی ہے۔ جو انہوں نے پیش کیا۔ اور جس کی رو سے ویدک ایشور کا مجسم ہونا اور انسان کی طرح کے اعضاء رکھنا ثابت ہے۔

تعجب ہے۔ کہ وہ آریہ جن کے ایشور کے ایک ایک عضو کا ذکر ویدوں میں ہے۔ اور جو ان اعضاء کے سہارے اپنی ہستی قائم رکھے ہوئے ہے۔ وہ قرآن کریم میں ید اور ساق۔ کے الفاظ آنے پر خدا تعالیٰ کے مجسم ہونے کا استدلال کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا سیاق و سباق دیکھنے سے ثابت ہو جاتا ہے۔ وہ محاورہ زبان کے لحاظ سے لائے گئے ہیں۔

مراسلات

طلباء کے والدین سے گزارش

کل ہی ایک دوست میرے پاس آئے۔ اور انہوں نے کہا وہ اپنا بچہ سکول میں داخل کرانا چاہتے ہیں۔ میرے دریافت کرنے پر کہ بچہ کہاں رہے گا۔ انہوں نے فرمایا۔ میں اس کی والدہ صاحبہ کو یہاں مکان لے کر دے چلا ہوں۔ لڑکا اپنی والدہ کے پاس رہیگا میں سمجھتا ہوں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ والدین کو اس بات کا کسقدر خیال ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو قادیان دارالامان میں تعلیم دلائیں۔ اور اس کے لئے والدین کسقدر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ یہ پہلی ہی مثال نہیں۔ بہت سی ایسی مثالیں ہیں کہ لوگ اپنی بیوی بچوں کو تعلیم کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ خود اپنے اہل وعیال سے جدا رہنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ ان کے بچے دارالامان کے فیوض سے بہرہ ور ہو سکیں۔ یہ اتنی بڑی قربانی ہے۔ کہ جس کا اندازہ وہی لوگ صحیح طور پر لگا سکتے ہیں جو بیوی بچے رکھتے ہیں۔ والدین کی جدائی۔ بچوں کی والد سے بیوی کی خاوند سے علی ہذا القیاس اور سب کا ایک قسم کی مسافرت کی زندگی اختیار کر لینا۔ لیکن ساتھ ہی میں دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود اتنی بڑی قربانی کے بعض دفعہ بچے کے لئے یہ طریق سخت نقصان دہ ثابت ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب تک والد سر پر نہ ہو۔ والدہ پوری نگرانی نہیں کر سکتی یا یوں سمجھئے۔ کہ بالکل نہیں کرتی۔ ہمارے ملک کی موجودہ حالت یہ ہے۔ کہ جونہی بچے نے ہوش سنبھالا۔ والدہ کی نگرانی سے علیحدہ ہوا۔ ایسی حالت میں جبکہ والد دور ہو۔ بچے کی تربیت میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔ میں تو یہ دیکھتا ہوں۔ کہ باوجود والد کے سر پر ہونے کے بھی کما حقہ نگرانی نہیں ہوتی۔ آخر والدین نے دنیا کے کاروبار میں بھی حصہ لینا ہوتا ہے۔ دوسرے بچوں کی تربیت کا ملکہ یا استعداد ہر ایک میں نہیں ہوتی۔ پھر پدری محبت بعض دفعہ ضبط اور پوری نگرانی سے دور رکھتی ہے۔ بچہ اگر نماز نہیں پڑھتا۔ تو ایسی توجہ نہیں۔ اخلاقی حالت اگر اس کی اچھی نہیں۔ تو اس طرف توجہ نہیں۔ شعار اسلام کے خلاف اگر باتیں ہو رہی ہیں۔ تو گردوپیش اور دیگر حالات سے متاثر ہو کر وہ حفاظت اور صیانت نہیں کی جاتی۔ جو کی جانی چاہیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بچے قادیان کی تربیت سے پورا فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ بلکہ بعض دفعہ کورے کے کورے رہ جاتے ہیں۔ بعض والدین اپنے کسی دوست یا رشتہ دار یا کسی اور واقف کار کے ہاں بچوں کو چھوڑ جاتے ہیں۔ اول تو ان کو فرصت کہاں۔ پھر اہلیت کہاں یہاں تک کہ ان کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ کہ لڑکے نے دن کہاں گزارا۔ اور رات کہاں گزار دی۔

بعض والدین بچوں کو کرایہ کا مکان لے کر دے جاتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ بچے قادیان کی تعلیم سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ لیکن جب ان کی توقعات کے خلاف کوئی امر نظر آتا ہے۔ تو پھر ان کو صدمہ ہوتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ ان کو اس امر کا احساس ہو کہ جو طریق انہوں نے اختیار کیا تھا۔ وہ غلط تھا۔ اور اسی غلطی کا وہ خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ وہ ان نقائص کو سکول اور سکول کی تعلیم و تربیت کی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں۔ نیت بے شک ان کی بہت نیک اور قابل قدر اور ان کی قربانی بھی قابل رشک اور اجر کی مستحق مگر نتیجہ برعکس۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ ان صحیح ذرائع سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ جو اس غرض کے لئے بہم پہنچائے گئے ہیں۔ اس کی یہی صورت ہے۔ کہ بچوں کو باقاعدہ بورڈنگ ہوس میں داخل کرایا جائے۔ جہاں ان کے اکل و شرب کا بھی اہتمام ہے۔ تو ساتھ ہی تعلیمی اور اخلاقی نگرانی کا بھی انتظام۔ نماز باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے۔ کھیلوں میں باقاعدہ شامل کیا جاتا ہے۔ درس میں باقاعدہ ان کو جانا پڑتا ہے۔ ہر وقت ان کے ساتھ ٹیوٹر ہوتے ہیں۔ جو ان کی ہر طرح حفاظت میں کوشاں ہوتے ہیں۔ اور وہ اسی کام پر مامور ہوتے ہیں۔ لڑکے کی کھانے۔ پینے۔ نہانے۔ کھیلنے۔ سونے میں غرض کہ ہر حالت میں بہر حال وہ ایک نگران کے ماتحت ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ اس نگرانی میں کچھ پابندیاں ہوتی ہیں۔ لوگ اس سے گھبراتے ہیں۔ یا لڑکوں کے افسانے سنکر گھبرا جاتے ہیں۔ حالانکہ نگرانی ہی ایک چیز ہے۔ جس کے ذریعہ سے انسان ہر قسم کے بُرے اثرات سے علیحدہ رہ سکتا ہے۔ نگرانی اور ساتھ تعلیم بھی سینے دیکھا ہے۔ کہ جو لڑکے بورڈنگ ہوس میں نہیں رہتے۔ وہ اکثر دفعہ جمعہ کی نمازوں سے بھی غائب اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خطبات نصیحت آموز اور روح پرور سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔

میں نہیں سمجھتا۔ کہ پھر قادیان کی ایسی زندگی سے کیا فائدہ جو ان تمام نعمتوں سے متمتع نہ ہونے دے۔ محض قادیان میں رسمی طور پر رہنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس لئے والدین اس امر کو بھی مدنظر رکھیں۔ کہ وہ اپنے بچوں کو یہاں بھیجیں۔ اور ضرور بھیجیں۔ اگر وہ یہ پسند کرتے ہیں۔ کہ ان کے بچے سچے طور پر احمدی بن کر اعلےٰ درجہ کی دنیاوی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی ان کو بورڈنگ ہوس میں ضرور داخل فرمائیں۔ ورنہ بہت حد تک وہ اس فائدہ سے محروم رہیں گے۔ جو یہاں کی تربیت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ والسلام (خاکسار)

(ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان)

مسلمانانِ ظفروال کا جلسہ

مظلومین کانپور۔ قانون انتقال اراضی اور جداگانہ انتخاب کے متعلق قرار دادیں

۲۴ اپریل ۱۹۳۱ء بروز جمعہ ایک عام جلسہ زیر اہتمام انجمن اسلامیہ قصبہ ظفروال ضلع سیالکوٹ جامع مسجد میں منعقد ہوا جس میں ظفروال کے علاوہ گردونواح کے مسلمان بھی تعداد کثیر میں شامل ہوئے۔ مولوی محمد شفیع صاحب نے جداگانہ انتخاب۔ فسادات کانپور و ایکٹ انتقال اراضی کی تشریح کی۔ اور مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق آراء منظور ہوئیں:

۱:- یہ جلسہ مسلمان مظلومان کانپور کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور ہندوؤں کے کمینہ فعل کو۔ جو انہوں نے صنف نازک اور معصوم بچوں پر روا رکھا حقارت کی نگہ سے دیکھتا ہے اور اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔

۲:- یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب کے قانون انتقالِ اراضی پر ترمیمی مسودہ قانون کی پُرزور حمایت کرتا ہے۔ کہ پنجاب کے زمینداران کی نزبوں حالی کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ جلد از جلد اسے قانونی شکل دیں۔ نیز یہ جلسہ گورنمنٹ پنجاب کا اس امر کے لئے شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ اس نے زمینداران پنجاب کی ابتری کو محسوس کرتے ہوئے اس پر توجہ کی ہے۔

۳:- یہ جلسہ جداگانہ انتخاب کی پرزور حمایت کرتا ہے اور مخلوط انتخاب کے حامیوں سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ براہ کرم ہندوؤں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلیاں بن کر مسلمانوں کے حقوق کو پامال نہ کریں۔

۴:- مندرجہ بالا قراردادوں کی نقلیں۔ اخبارات۔ انقلاب سیاست۔ الفضل۔ حمایت اسلام مسلم اوٹ لک کو بھیجی جائیں۔ اور پہلی دو قراردادوں کی نقلیں۔ گورنر صاحب بہادر پنجاب۔ وہز ایکسیلینسی وائسرائے ہند کو بھیجی جائیں۔ مگر دوسری قرارداد کی نقل سیکرٹری صاحب پنجاب کونسل کو بھیجی جائے۔

حبیب اللہ برٹ سیکرٹری انجمن حمایت اسلام قصبہ ظفروال

مسلمانانِ کانپور سے اظہار ہمدردی

احمدیہ جامع مسجد اٹھوال میں زیر صدارت چودہری فضل دین صاحب مسلمانان کانپور کی ہمدردی کیلئے ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں۔ پاس ہوئیں۔

(۱) ہم مسلمانان موضع اٹھوال ضلع گورداسپور مسلمان مظلومین کانپور کیساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ نیز ہم ان مظالم ہندوؤں کے

حضرت قبلہ نواب صاحب کے خاندان میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

اس لئے آپ کو بھی یہی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے

جناب محترمہ بیگم صاحبہ نواب محمد علی خان آف مالیر کوٹلہ تحریر فرماتی ہیں کہ:-

میری آنکھوں میں بعض شکایات پیدا ہو جانیکی وجہ سے سخت گھبراہٹ اور تکلیف تھی۔ اب میں عرصہ چھ ماہ سے روزانہ شب کو آپ کا موتی سرمہ استعمال کر رہی ہوں۔ اور اس کے استعمال سے بفضل تعالیٰ مجھے بہت ہی فائدہ ہوا اور میری سب شکایات رفع ہو گئیں۔ پہلا سرمہ ختم ہو گیا اب ایک تولہ سرمہ چھ چھ ماشہ کی علیحدہ علیحدہ چار شیشیوں میں اور بھیجیں کیونکہ اوروں کو بھی استعمال کراتا ہے اور سب کی شیشیاں الگ الگ رکھنی ہیں"۔

بفضل تعالیٰ موتی سرمہ جو دن بدن غیر معمولی ہر دلعزیزی حاصل کر رہا ہے یہ اس امر کا بہترین ثبوت ہے۔ کہ ضعف بصر، جلن، ککرے، خارش چشم، پھولا، جالا، پانی بہنا، دھند، غبار، پربال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوندا ابتدائی موتیابند غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے قیمت فی تولہ دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک

اکسیر معدہ ہیضہ، بدہضمی، کمی بھوک، درد شکم، اپھارہ، بادگولہ، پیٹ کا گڑگڑانا، کھٹی ڈکاریں، تے، جی کا متلانا، جگر و تلی کا بڑھ جانا، قبض، اسہال، ریاح کیلئے اکسیر ہے۔ بھوک کھولنے، دودھ گھی کثرت ہضم کرنیکے لئے مسلم ہے۔ ایڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا قیمت فی شیشی ۱۲ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:- **مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

تجارت تمام پیشوں کی سردار ہے

اگر آپ بیکاری سے نجات یا آمدنی میں ترقی چاہتے ہیں۔ تو کمپنی ہذا سے۔ یورپ۔ امریکہ و ایشیا کا بہترین۔ خوش وضع و مقبول عام کٹ پیس و سالم تھان پارچہ جو ہر امیر و غریب کی۔ مرد و عورت کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ منگوا کر تاجرانہ مفاد حاصل کریں۔ بہت سی پردہ نشین مستورات بھی اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ہمارا مال مقابلتاً عمدہ، و ارزاں ہونے کی وجہ سے ہر جگہ نایاب اور مقابلہ میں فوقیت حاصل کر رہا ہے دوکانداروں اور بیوپاریوں کے لئے نمونہ کی گانٹھ جو پچاس روپیہ سے دو صد روپیہ یا اس سے زائد قیمت کی ہیں۔ تھوک نرخ پر بھیجی جاتی ہیں۔ سربند گانٹھ اور پیٹی جو چار صد روپیہ سے لے کر ہزار روپیہ تک کی قیمت کی ہیں۔ منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ مال بذریعہ مال گاڑی یا سواری گاڑی ارسال کیا جاتا ہے۔ مال گاڑی کا پورا کرایہ اور سواری گاڑی کا نصف کمپنی ادا کریگی۔ خانگی استعمال کیلئے جس قدر مال درکار ہو بذریعہ پارسل ڈاک روانہ کیا جا سکتا ہے۔ دس فیصدی پیشگی ہمراہ آرڈر ارسال فرماویں۔ کل رقم ہمراہ آرڈر ارسال کرنے والوں کو ۱ فیصدی رعایت دی جائیگی۔

ہمارا مال مقابلہ میں دوسری کمپنیوں کے مال سے بلحاظ عمدگی و ارزانی فوقیت حاصل کر کے مقبول عام ہو چکا ہے۔ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" آزمائش شرط ہے۔

ہر مقام کے لئے تنخواہ دار، کمیشن اور ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ قواعد ایجنسی پرائس لسٹ مفت طلب کریں۔

اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی بمبئی نمبر ۸

ہر قسم کی مردانہ کمزوریوں کا علاج

کنارسی رونس ہے

کنارسی رونس محنت کرنے والوں کی رفیق ہے۔ کمزوروں کی دوست۔ اور بیماروں کی مددگار۔ اس سے صالح خون پیدا ہوتا ہے۔ دماغ کو طاقت اور حرارت عزیزی کو بڑھتی ہے اسکے چند دن کے استعمال سے آپ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے اندر خاص تغیر پائینگے۔ مایوسی اور کاہلی دور ہو جائیگی۔ کام کرنے کو دل چاہیگا۔ اور دل میں فرحت اور سرور پیدا ہوگا۔ اس دوا میں خوبی یہ ہے کہ آج کل کی بازاری دواؤں کی طرح سر یا خون میں جوش پیدا کر کے اثر نہیں کرتی بلکہ اندرونی غدودوں کے فعل کو ٹھیک کر کے درست کرتی ہے۔ اسلئے اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ اس کے استعمال سے بے وقت سفید ہونے والے بال رک جاتے ہیں۔ اور جسم کے مختلف اعضاء کے افعال اس طرح درست ہو جاتے ہیں کہ سب قسم کی امراض جاتی رہتی ہیں۔ عام اور خاص کمزوریوں والے لوگوں کو اس سے زیادہ فائدہ بخش دوائی ملنی مشکل ہے۔ قیمت فی شیشی ۱ پیکنگ و پوسٹیج علاوہ۔

دلکشا ہیر آئل بہترین تیل ہے۔ دانتوں کی حفاظت کے لئے دلکشا منجن بہترین منجن ہے

ہماری ادویہ کے متعلق بعض معززین کی رائے

سید عبداللطیف صاحب چک قاضیاں ضلع گورداسپور۔ لاہور سے تحریر فرماتے ہیں۔
جناب مینیجر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے سرمہ نورانی کی ایک شیشی میں نے اپنے والد صاحب کی آنکھوں کے لئے خرید کی تھی۔ جن کی عمر ۷۵ سال کے قریب ہے۔ اس نے میرے والد صاحب کی آنکھوں کو اس قدر فائدہ دیا ہے۔ کہ اب وہ رات کو بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آنکھوں سے پانی جاری رہتا تھا۔ اب بالکل بند ہو گیا ہے صاف طور پر کتب کا مطالعہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے استعمال کے بعد بلا تکلیف اب مطالعہ کر سکتے ہیں۔ اور اب عینک کی ضرورت نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیوے۔ کہ آپ نے ایسی مفید چیز ایجاد کی ہے:-

(۲) سید مسعود صاحب ہیڈ کانسٹیبل لاہور سے تحریر فرماتے ہیں
کہ میں نے دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان کی دوائی کنارسی رونس جب کہ میں پولیس ٹریننگ سکول پھلور میں تھا۔ استعمال کی رفع قبض اور تقویت اعصاب کے لئے نافع پایا۔

مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لاہور ۲۷ر اپریل۔ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ چونکہ ایف۔ اے۔ کے امتحان کے تمام پرچے آؤٹ ہو گئے ہیں۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ تمام تحریری پرچوں میں طلباء کا امتحان از سر نو لیا جائے گا۔ جو ۱۳ر جولائی کو شروع ہوگا۔

—— بمبئی ۲۷ر اپریل۔ معاصر بمبئی کرانیکل اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ گاندھی جی نے برطانوی وزارت کے لئے لارڈ ارون کے ہاتھ ایک مکتوب بھیجا ہے۔ جس میں بیان کیا ہے۔ کہ میں بشرطیکہ فوجی اخراجات میں کمی۔ ریاستی رعایا کے لئے تحفظات مکمل مالی آزادی اور سرکاری قرضہ جات کی پڑتال منظور کر لی جائے۔ گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے تیار ہوں۔

—— پونہ ۲۷ر اپریل۔ آل انڈین میڈیکل کانفرنس کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا۔ کہ وہ آئی۔ ایم۔ ایس کے یورپین ممبروں کے لئے خاص ملازمتیں مخصوص کرنے کی پالیسی ترک کر دے۔ نیز گورنمنٹ سے ہندوستانی دوائیوں کے تحفظ کا مطالبہ کیا گیا۔ تجاویز نہایت معقول ہیں۔

—— پشاور ۲۷ر اپریل۔ چارسدہ کی ایڈیشنل پولیس کا ایک کانسٹیبل پاگل ہو گیا۔ اس نے کیمپ پر گولیاں برسانی شروع کیں جن سے دو کانسٹیبل ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔ اس کے بعد وہ ایک رائفل اور ۴۸ کارتوس لے کر بھاگ گیا۔ اور اب تک اس کا کوئی پتہ نہیں۔

—— پٹنہ ۲۷ر اپریل۔ بابو جگت نرائن سکرٹری آل انڈیا ہندو مہاسبھا کو زیر دفعہ ۱۵۳ الف گرفتار کر لیا گیا ہے۔

—— پنجاب اور صوبہ سرحد کے ہندو نوجوان ۱ر مئی کو لاہور میں ایک کانفرنس منعقد کرنے والے ہیں جس میں غور کریں گے۔ کہ ان کا وجود قوم اور ملک کے لئے کس طرح زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں کو ہندوؤں کے ان عزائم سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور انہیں بھی مذہبی اور ملکی مفاد کے لئے اپنے آپ کو زیادہ نافع ثابت کرنا چاہیئے۔

—— ناگپور ۲۷ر اپریل۔ ایک شخص گنگا رام نے اپنی بیوی کی مدد سے اپنی ۱۷ سالہ بہو کو ننگا کر کے ستون سے باندھ دیا۔ اور گرم لوہے سے اس کے جسم پر داغ لگائے۔ لڑکی کے خاوند کی عمر آٹھ سال ہے۔ پولیس نے گنگا رام اور اس کی بیوی کو گرفتار کر لیا ہے۔

—— کلکتہ ۲۷ر اپریل۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ امپیریل کمپنی سے معاہدہ ختم ہونے پر کراچی اور کلکتہ کے درمیان ہوائی سلسلہ پرواز شروع کر دیا جائے گا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ ایف۔ اے۔ کے پرچوں کے افشا کا اصلی سرچشمہ دریافت ہو گیا ہے۔ اس سلسلہ میں ضلع فیروزپور کے ایک کالج کے ہندو پرنسپل صاحب گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ جو انبالہ ڈویژن کے کسی سنٹر میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس ہندو سپرنٹنڈنٹ کے پاس جو پرچے گئے تھے۔ ان میں سے ایک ایک پرچہ اڑا لیا گیا۔ اور مختلف کالجوں کے ہندو طلباء تک پہنچا دیا گیا۔ مزید تفصیلات کا انتظار ہے۔

—— فرمانروائے بہاولپور مئی کے آغاز میں تین ماہ کے لئے ولایت تشریف لے جا رہے ہیں۔

—— تنگیل ۲۶ر اپریل مقامی کانگرس کمیٹی اور کالی ہی کانگرس کمیٹی کے سکرٹری اور مضافات کے سات دیگر کانگرسی کارکن ایک بیوہ لڑکی کو اغوا کرنے کے الزام میں گرفتار کر لئے گئے۔ جو بعد میں ضمانت پر رہا ہو گئے۔

—— شملہ ۲۷ر اپریل۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان میں فوجی کالج قائم کرنے کی غرض سے حکومت ہند نے ہر ین کی جو کمیٹی مرتب کی ہے۔ اس میں حسب ذیل اصحاب نے بطور غیر سرکاری ارکان کام کرنا منظور کر لیا ہے۔ سر پی۔ ایس سوا سوامی آئر ڈاکٹر مونجے پرنسپل ایس۔ این مکرجی سینٹ سٹیفنس کالج دہلی رائے بہادر چودھری چھوٹو رام۔ سر عبدالرحیم ممبر اسمبلی۔ کپتان شیر محمد خان ایم۔ ایل اے لفٹیننٹ نرائن سنگھ آنریری ایڈیکانگ گورنر پنجاب۔ لفٹیننٹ کرنل گڈنی۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ علاوہ ازیں سر جارج اینڈرسن ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب سرکاری ممبر کے طور پر کام کریں گے۔

—— شملہ ۲۲ر اپریل۔ وائسرائے ہند یکم مئی کو ساڑھے بارہ بجے دوپہر کے وقت شملہ پہنچیں گے۔ آمد سرکاری طور پر ہوگی۔ آپ ریلوے سٹیشن سے وائسریگل لاج تک شاہی شان و شوکت کے ساتھ جائیں گے۔

—— اکسٹرا اسسٹنٹوں اور سب ججوں کا آئندہ محکمانہ امتحان ۱۱ر مئی کو ٹاؤن ہال لاہور میں منعقد ہوگا۔

—— پشاور ۲۷ر اپریل۔ گورنر پنجاب پر قاتلانہ حملے کرنے والے ہری کشن کا والد گوردا اس مل فرنٹیر ریگولیشن کی دفعہ ۴۰ کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔ الزام یہ ہے۔ کہ وہ صوبہ سرحد میں ناپسندیدہ سیاسی سرگرمیوں میں مصروف تھا۔

—— نیویارک ۲۵ر اپریل چنگی کے افسروں نے روئی کے بنڈلوں سے ۵ لاکھ ڈالر کی افیون برآمد کی۔ یہ افیون ایک جرمن جہاز کے ذریعہ امریکہ آئی۔

—— لکھنؤ ۲۵ر اپریل زمیندار ہوئی کو جو ضلع بارہ بنکی میں واقع ہے۔ غضبناک کاشتکاروں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا شہر کے تھوڑے فاصلہ پر زمیندار مذکور چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر ایک موضع میں لگان وصول کرنے گیا تھا۔

—— لنڈن ۲۷ر اپریل اب اس امر کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں ہندوستان کے معاملہ کو چھیڑا جائے۔ گاندھی ارون سمجھوتہ کے بعد چونکہ تجارت کی حالت میں کسی قسم کی بہتری نہیں ہوئی۔ اس لئے لنکاشائر والے بہت غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔ مسٹر ایمر کانزر ویٹو ممبر پارلیمنٹ نے کہا۔ کہ کوئی زبان اس قدر سخت نہیں ہے۔ جو اس معاہدہ کی مذمت کر سکے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں زبردست اور مضبوط حکومت ہو۔ جو اس امر کا احساس کریگی۔ کہ ہندوستان میں برطانوی تاجر مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

—— سرینگر ۲۷ر اپریل۔ کشمیر گورنمنٹ نے کوہالہ۔ رام کوٹ۔ ننداتی ادھی پور۔ بٹن اور ماگام سے ٹریفک ٹیکس کی چوکیاں اٹھا دی ہیں۔ اب ان مقامات پر کوئی ٹیکس لاریوں موٹروں وغیرہ پر نہ لیا جائے گا۔ صرف دو میل ادھم پور میں ٹیکس لیا جائے گا۔

—— نیو دہلی ۲۸ر اپریل سپیشل ٹربیونل کے حکم کی تعمیل میں مقدمہ سازش دہلی کے سلطانی گواہوں کو آج صبح جوڈیشل حوالات میں بھیج دیا گیا ہے۔ انہیں یورپین وارڈ میں رکھا گیا ہے۔

—— میمن سنگھ ۲۵ر اپریل مسٹر جے۔ ایم سین گپتا کل یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ ڈسٹرکٹ اسٹوڈنٹس کانفرنس کے صدر ہیں۔ جب آپ اپنے جائے قیام پر واپس آ رہے تھے۔ تو راستہ میں اکثر طلباء نے آپ پر لاٹھیوں اور دیگر اسلحہ سے حملہ کیا۔

—— ۲۴ر اپریل کو ریاست کردلی کے مسلمانوں کا ایک جلسہ جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ جس میں ایک قرارداد کی رو سے مہاراجہ کردلی کے خلاف سخت رنج و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ جس نے مسلمانوں کی قبروں کو کھدوا کر تمام قبرستان کو ہموار زمین بنا دیا۔

—— امرتسر ۲۷ر اپریل غازی عبدالرحمٰن صدر کانگرس کمیٹی کے اعلان کے مطابق کیسری باغ میں کانگرس کا انتخاب ہوا۔ غازی صاحب کو ۲۸۸۲ اور ڈاکٹر کچلو کو ۷۳ ووٹ ملے۔ غازی صاحب صدر منتخب ہو گئے۔

—— پارلیمنٹ کے ایک کنزرویٹو ممبر کمانڈر لاکر لیمپسن نے حال میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ہم آج سے یہ تحریک شروع کرتے ہیں کہ گاندھی اور دوسرے باغیوں کو انگلستان میں نہ آنے دیا جائے لہذا اگر وہ یہاں آئے۔ تو اس کا پورا بائیکاٹ کیا جائے۔ اس شخص نے لوگوں سے تعاون کی اپیل کی۔

—— احمد آباد کے قریب ایک گاؤں میں ایک دو سالہ ہندو عورت نے اپنے کپڑوں پر گھی اور مٹی کا تیل ڈال کر اس لئے خودکشی کر لی۔ کہ اسے اپنے خاوند کے بچنے کی امید نہ رہی۔ جو میعادی بخار میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹر اور پولیس موقعہ پر پہنچ گئی۔ لیکن عورت خطرناک طور پر جل چکی تھی۔ اس نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے کہا۔ میں نے ہندو شاستروں کے مطابق ستی کی رسم ادا کی ہے۔ اس بیان پر اس نے خود دستخط کئے۔ اس کی اور اس کے خاوند کی لاشیں اکٹھی جلائی گئیں۔

—— گاندھی جی نے ایک مضمون کے ذریعہ وکلاء کو تحریک کی ہے کہ عدالتوں میں کام شروع کر دیں۔ اور کوشش کریں۔ کہ لوگ شاردا ایکٹ

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)